

نیشنل کانگریس

کے

اغراض و مقاصد و فوائد پر

آنریبل پنڈت اجودھیا ناتھ صاحب

وکیل ہائی کورٹ الہ آباد و ممبر کونسل حضور لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر

ممالک مغربی و شمالی و اودھ

کی

اسپیچ

جو لکھنؤ میں ۲۰ اپریل ۱۸۸۸ء کو بمقام لکھنؤ [illegible] کوٹھی میں دی گئی

اول بار [illegible] ہزار جلد — منشی گنگا پرساد ورما برادران پریس امین آباد لکھنؤ میں طبع ہوئی

خلاصہ کارروائی جلسہ

تعلیم یافتہ باشندگان شہر لکھنؤ کی خواہش پر اودھ اسٹینڈنگ کانگریس کمیٹی نے آنریبل پنڈت اجودھیا ناتھ صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد و ممبر کونسل سے درخواست کی کہ وہ اغراض و مقاصد اور فوائد نیشنل کانگریس پر اسپیچ دیں چنانچہ جناب پنڈت صاحب ممدوح نے مہربانی سے درخواست منظور فرمائی اور ۲۰ اپریل ۱۸۸۸ء کو ایک عام جلسہ کوٹھی توپ والی مولوی حامد علی خانصاحب بارسٹرایٹ لا میں منعقد ہوا حاضرین کی تعداد درمیان پچیس سو و تین ہزار کے تھی کہ جن میں چار و پانچسو کے درمیان اہل اسلام ہر ایک درجہ کے مثل شاہزادگان نوابزادگان امراء و وثیقہ داران کے موجود تھے بہت سے صاحبان انگریز و ملازمین سرکار بھی تشریف رکھتے تھے۔

نواب مہدی علی خان صاحب بہادر کی تحریک پر جناب شیخ رضا حسین خانصاحب پریسیڈنٹ انجمن رفاہ عام اودھ میونسپل کمشنر و تعلقہ دار میر مجلس قرار پائے۔ آنریبل جناب پنڈت صاحب کی تقریر جو تمام و کمال درج کرتے ہیں دو گھنٹہ تک رہی جس گرمجوشی و دلچسپی کے ساتھ تقریر سنی گئی وہ نعرہ ہائے تحسین و خوشی سے ظاہر ہوتی تھی جو ہر ایک جملہ کے ختم ہونے کے وقت بلند ہوتے تھے اور جو بخوف طوالت چھاپتے وقت نکال ڈالے گئے۔ خاتمہ تقریر کے بعد راجہ رامپال سنگھ صاحب تعلقہ دار کالا کانکر ضلع پرتاب گڈھ اودھ نے آدھ گھنٹہ تک اتفاق اہل ہنود و اہل اسلام و فوائد نیشنل کانگریس پر تقریر فرمائی خاتمہ تقریر راجہ صاحب مولوی محمد رفیق صاحب بارسٹرایٹ لا نے تحریک اور منشی محمد سجاد حسین صاحب اڈیٹر اودھ پنچ نے تائید کی کہ یہ جلسہ اغراض و مقاصد کانگریس میں اپنا پورا اعتبار ظاہر کرتا ہے۔ بعد اسکے مولوی سید نبی اللہ صاحب بارسٹرایٹ لا نے تحریک و مسٹر ایچ میول صاحب وکیل نے تائید و حکیم سید حسن جعفر صاحب رئیس و اڈیٹر تحصیل نے تائید ثانی کی کہ یہ جلسہ آنریبل پنڈت صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جسکی منظوری کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

اس عظیم الشان و یادگار جلسہ کی نمایاں کامیابی کے بعد جاہل لوگوں میں غلط بیانیوں سے کہ پنڈت صاحب نے اہانت مذہبی اہل اسلام کی مخالفت پیدا کرنے میں کوشش کی گئی مگر انجمن بزم جعفری کی جانب سے ۴ مئی کو لائل ہال اراضی انجمن رفاہ عام واقع ڈیوڑھی آغا میر میں جلسہ مسلمانان شہر کا منعقد ہوا نواب عنایت الدولہ صاحب بہادر صاحبزادہ نواب سر علی نقی خانصاحب بہادر سابق مدار المہام اودھ میر مجلس قرار پائے کئی معزز صاحبوں نے پنڈت صاحب کی تائید فرمائی اور ان مسلمانوں میں کئی صاحبوں نے کہ جو ۲۰ اپریل کے جلسہ میں موجود تھے مع صاحب میر مجلس کے روبرو حلف اٹھائی کہ آنریبل پنڈت صاحب نے کوئی توہین مذہبی نہیں کی۔

آنریبل پنڈت صاحب کی تقریر کے بعد ہر سہ اجلاس قومی کانگریس بمبئی کلکتہ مدراس کی تجاویز درج کیجاتی ہیں تاکہ ملک کو معلوم ہو کہ کانگریس کی تجاویز کسقدر مفید عام یعنی بخیر خواہی گورنمنٹ اور بہبود ملک ہیں۔

گنگا پرساد ورما
سکرٹری اودھ اسٹینڈنگ کانگریس کمیٹی

لکھنؤ دفتر اخبار ایڈوکیٹ
۱۲ - جون ۱۸۸۸ء

۳۲۵۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت صدر انجمن - و حضرات و فقہ سنجان سخن -

پہلے مین حمد خالق ارض و سما کہون | بعد اسکے پھر مین نعت شہ انبیا کہون
گرعمر خضر بھی اسکو کہون تو بھی کیا کہون | لازم ہے اسمین طبع کو عجز انتہا کہون
کچھ حال علم کا کہون کچھ عقل کا کہون | جی چاہتا ہے کانگریس ماجرا کہون

سچ پوچھیے تو یہ بھی عجب کام ہو گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام ہو گیا

شاید آپ فرمائینگے کہ کانگریس کیا چیز ہے - حضرت لفظ کانگریس مین یا ے نسبت لگا دیگئی ہے - اگر آپ کہین کہ یہ ترکیب کیسی تو جواب ظاہر ہے کہ روغن سیاہ اگرچہ دربایا و گندہ است لیکن اسحا و خیدہ است - لیکن بالکل میرا قصور نہین ہے ابھی تھوڑے دن ہوے کہ ایک چھوٹی سی کتاب چھپی ہے جسکو تفضیح قومی کہنا چاہیے لیکن اسکا نام تنبیہ قومی رکھا گیا ہے - یع برعکس نہند نام زنگی کا فور - اسمین لفظ کانگریسٹ مین نے دیکھا لہذا تتبع کو جی چاہا - انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے چند بند جو اپنے حسب مراد ہین آپسے عرض کیے جائینگے ہان اگر ضرورت ہوگی تو بعض الفاظ کہین کہین بدل دیے جائینگے

اس کانگریس کے نام سے آپ واقف ہونگے اور اسکا حال بھی کچھ آپنے سنا ہوگا - یہ بھی معلوم ہوگا کہ بعض کوتاہ اندیش اسکے مخالف مین اور کوئی یہ بھی کہتا ہے کہ یہ کام بیفائدہ وقت کیا گیا اور بعض کا یہ خیال ہے کہ پارلیمنٹ اور حکام سرکاری سے ہرگز کامیابی کی امید نہین ہے - اگرچہ یہ کانگریس آجکل ان ممالک مغربی و شمالی مین بہت مشہور ہے لیکن ایسے آدمی بہت کم ہین جنکو اسکی ماہیت اور اغراض اور فوائد سے آگاہی ہو اسلیے آپکی خدمت مین عرض کیا جائیگا کہ

(۱) - اسکی ماہیت کیا ہے اور اسکے اغراض کیا ہین اور کیا فوائد اس سے متصور ہین -
(۲) کانگریس کے مخالفین اسکی تردید مین کیا دلائل پیش کرتے ہین اور ان دلائل کو کیا وقعت ہے اور
(۳) اسکے مقاصد کے حاصل ہونے کی کسقدر امید ہو سکتی ہے -

قبل اسکے کہ امور مذکورہ بالا کی نسبت کچھ عرض کیا جاے اسقدر کہنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ ذرا غور کے ساتھ متوجہ ہون اور جو کچھ کہا جاے اسے بدل سنین کیونکہ جو مخالفت اس کانگریس کے ساتھ آجکل ہو رہی ہے اسکی وجہ یہ خوف ہوتا ہے کہ مبادا اس مخالفت کے خیال سے آپ پوری توجہ اسطرف نہ فرمائین - یہ کام بہت اہم ہے - ملک کا نفع و نقصان تمامتر اس سے متعلق ہے لہذا بااصرار یہ التجا کیجاتی ہے کہ للہ بگوش دل آپ سنین اور ہمہ تن اسطرف متوجہ ہون - ذرا دیکھیے کہ ملک کا کیا حال ہے اور اس کانگریس کی کارروائی سے کیا نتیجہ پیدا ہوگا -

خبردار اے ہند کے نوجوانو | خبردار اسلام کے پاسبانو
خبردار عیسائیو مہربانو | خدا کے لیے اسقدر کچھ تو مانو

ذرا دیکھو کیا قوم کی گت ہوئی ہے
تباہی سے کیا اسکی حالت ہوئی ہے

تمام ملک میں نفاق پھیل رہا ہے ہر ایک اپنے نفع کے خیال میں پھنسا ہے اوروں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے
بھلا پھر ترقی کیونکر ہو۔

تمام قوم ہند بزبان حال آپسے عرض کرتی ہے۔

خبردار اے ملک کے نونہالو — خبردار اے ملک کے خوشحالو
خبردار اے ملک کے ذی کمالو — خدا کے لیے قوم کو دیکھو بھالو
مصیبت میں پھنسکر وہ کیا کر رہی ہے
وہ جیتی ہے کمبخت یا مر رہی ہے

مجکو یقین ہے کہ مثل میرے آپ ہند کے کل باشندوں کو بلالحاظ مذہب ایک قوم سمجھینگے اور جو کچھ کہا جائیگا اسپر احتیاط اور اتحاد کی نظر سے غور فرمائینگے۔ اسقدر تمہید کے بعد اصل مطلب عرض کیا جاتا ہے کہ کانگریس ایک قومی مجمع ہے جو فکر اور تدبیر کے ساتھ اس غرض سے قائم کیا گیا ہے کہ ایسے طریقوں سے جو قانوناً جائز ہوں اور اصول سلطنت انگلستان کے خلاف نہوں جناب قیصرہ ہند کی ہر قسم رعایائے ہندوستان کی بہبودی و ترقی کی کوشش کیجاوے۔ ابتدا اگرچہ دیوان رگھوناتھ راؤ بہادر کے ذہن میں آیا کہ ایسا مجمع قائم کیا جاوے اور اس مقام پر یاد رہے کہ دیوان رگھوناتھ راؤ بنگالی نہیں ہیں بلکہ مرہٹہ برہمن ہیں لہذا یہ کہنا کہ کانگریس بنگالیوں نے اپنے فائدہ کے واسطے قائم کی ہے محض غلط ہے۔ اول یہ کانگریس ماہ دسمبر ۱۸۸۵ء بمبئی میں جمع ہوئی اسوقت ۷۲ ممبر موجود تھے منجملہ انکے دو مسلمان اور تین بنگالی تھے۔ کمی تعداد اہل اسلام سے تعجب نہونا چاہیے کیونکہ بنگالی بھی صرف تین ہی تھے اور بنگالیوں کی تعداد سے ظاہر ہے کہ وہ بانی اس کانگریس کے نہ تھے کیونکہ اگر وہ بانی ہوتے تو انکی تعداد بہت زیادہ ہوتی۔ یہ ممبر ملک کے باشندوں کی طرف سے منتخب کیے جاتے ہیں مگر چونکہ یہ اول مرتبہ تھا لہذا اس قاعدہ کا اتفاق بخوبی ہونا ناممکن تھا۔ باایں ہمہ یہ ۷۲ ممبر صوبجات مدراس و بمبئی و بنگالہ و پنجاب و ممالک مغربی و شمالی وغیرہ سے آئے تھے۔ دوسری کانگریس دسمبر ۱۸۸۶ء میں بمقام کلکتہ جمع ہوئی۔ اسمیں ۴۳۶ ممبر مختلف مقامات ہندوستان کے باشندے تھے موجود تھے۔ اس مرتبہ یہ سب ممبر منجانب رعایا منتخب کیے گئے تھے۔ منجملہ انکے ۳۳ اہل اسلام تھے۔ تیسری کانگریس دسمبر ۱۸۸۷ء میں بمقام مدراس جمع ہوئی۔ اسمیں ۶۰۷ ممبر جمع ہوئے منجملہ انکے ۸۱ اہل اسلام تھے۔ ان ۶۰۷ ممبروں میں سے ۶۱ زمیندار جاگیردار اور تعلقدار تھے ۹۵ رعیت اور چھوٹے چھوٹے زمیندار تھے ایکسو چوالیس (۱۴۴) تاجر اور دکاندار تھے ۵۵ مدرس تھے ۲۰۶ بارسٹر وکیل اٹرنی مختار اور پنشن یافتہ حکام عدالت تھے ۴۳ اڈیٹران اخبار تھے ۱۹ اہل حرفہ اور ۸ ڈاکٹر تھے۔ یہ امر بھی لحاظ کے قابل ہے کہ تین ممبر کونسل کے تھے ۱۳ انریری مجسٹریٹ ۳۰ میونسپل کمشنر ۶ لوکل بورڈ کے ممبر اور ۷ مختلف یونیورسٹیوں کے فیلو تھے مختلف مقامات کے باشندوں نے ان قواعد کے موافق جو بتقرر اس کانگریس نے منضبط کیے تھے ان ممبروں کو منتخب کیا تھا ان حالات سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ مجمع ہر حیثیت سے بھی ضرور قومی تھا۔ ہر پیشہ ہر حرفہ ہر قسم ہر قوم کے آدمی

آسمین شریک تھے۔ مگر بعض کوتاہ اندیش لوگون نے یہ مشہور کردیا کہ اہل اسلام دھوکے سے یا زبردستی شریک کر لیے گئے تھے۔ اس کانگریس کی نسبت بھی جو کلکتہ مین جمع ہوئی تھی اسی قسم کے اعتراض کیے گئے تھے لیکن چونکہ وہ صرف دوسری کانگریس تھی اور تعداد بھی مسلمانون کی بہت زیادہ نہ تھی لہذا غلط بیانی پر بہت زور نہ دیا گیا۔ جب تیسری کانگریس مین اہل اسلام کا شمار اور زیادہ ہوا اور کانگریس کی طرف صرف ہندوستان ہی مین نہین بلکہ ولایت مین بھی توجہ زیادہ ہوئی تب مخالفین کو یہ فکر ہوئی کہ کوئی صورت ایسی پیدا کیجے جس سے معلوم ہو کہ مختلف قومون کے آدمیون مین اتفاق نہین ہے اور چند خودغرض اشخاص اورون کو دھوکا دیکر یا دباو ڈالکر شریک کر لیتے ہین پس اب یہ مشہور کردیا کہ مسلمانون کو وہم یا دبا کر مدراس لیگئے۔ واہ کیا فہم ہے۔ کیا عالی دماغی ہے مسلمان کیا تھے گویا بچے تھے کہ مٹھائی کی ڈلی دکھائی اور پھسلا کر ساتھ لیگئے یا کسی چیز کی پوٹ یہ ہین کہ جیب مین رکھا اور روانہ ہوے یا موم کی ناک ہین کہ جسطرف چاہا موڑ دی۔ مخالفین کے اس قول سے صرف ہندو اور پارسی اور عیسائیون ہی پر الزام نہین آتا بلکہ عمائد اہل اسلام پر بھی بہت سخت اعتراض ہوتا ہے۔ آپ ہی کی سمجھ مین آسکتا ہے کہ آنریبل ہمایون جاہ بہادر و مسٹر بدرالدین طیب جی و مسٹر حامد علی خان اور مسٹر رحمت اللہ سیانی کسی کے دھوکے مین آجائین یا ایسے اہم امور مین محض کسی کے دباو سے شریک ہوجائین۔ استغفراللہ ایسا کب ہوسکتا ہے۔ حضرت ممبران کانگریس کے ساتھ ہی یہ شرارت نہین کی گئی ہے بلکہ مین نے آپکے صدر۔ انجمن پر بھی آج سنتر چیونک دیا اور صدر تا ذی علم عالی خاندان۔ ذی فہم اہل اسلام دام فریب مین آگئے ورنہ آج اس جلسہ مین ہرگز شریک ہوتے۔ لاحول ولاقوۃ یہ کیا لغویات ہے۔ وہ عالی دماغ قوم جسکے سبب سے ایک وقت مین تمام عالم پل گیا تھا آج ہندوستان مین ایسی ہوگئی کہ جسکے برگزیدہ اور مستند اراکین پر ایسا لغو و بےمعنی اعتراض کیا جاتا ہے لیکن یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ جو کوشش ہمارے مخالفین ہماری مضرت کی غرض سے کرتے ہین اُس سے ہماری تائید ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی قوی اعتراض ہوسکتا تو ہمارے معاندین ہرگز درگذر نکرتے اور ایسے رکیک دلائل پیش نہ کیے جاتے یعنی اعتراضات فریق ثانی سے ہمارے دعوے کی قوت ظاہر ہے۔ جو رزولیوشن تیسری کانگریس نے بمقام مدراس منظور کیے اُنکی نقل انگریزی اور انکا اُردو ترجمہ آپکے سامنے ہے۔ آپکے ملاحظہ سے بخوبی واضح ہوسکتا ہے کہ غرض اس مجمع کی صرف یہ ہے کہ ملکہ معظمہ کی ہر قسم کی رعایا کی بہبود اور ترقی ہو اور جو تدبیرین اس کانگریس نے کی ہین اور جو رزولیوشن منظور کیے ہین انکا نتیجہ ترقی ملک اور استحکام سلطنت انگلستان کے سوا اور کچھ نہین ہوسکتا۔ خلاصہ اُن رزولیوشنون کا مین آپسے عرض کرتا ہون۔ ایک رزولیوشن یہ تھا کہ جناب مستطاب نواب گورنر جنرل بہادر کے و نیز صوبجات کی کونسل واضع آئین و قانون کے واسطے چند ممبر رعایا کی جانب سے منتخب کیے جائین اور انکی قائم مقامی کی حیثیت سے اُس کونسل مین راے دیسکین قانون پیش کرسکین اور امور متعلق انتظام سلطنت کی نسبت سوال کرسکین۔ ایک اور رزولیوشن یہ تھا کہ جن حکام کے متعلق انتظام ضلع ہوا تا تجویز مقدمات

دیوانی وفوجداری ومال کا اختیار نہ دیا جاے - تیسرا رزولیوشن یہ تھا کہ بہ تعمیل اشتہار حضور ملکہ معظمہ فوج مین اعلی عہدے ہندوستانیون کو بھی ملین اور اس ملک مین ایسے مدرسے قایم کیے جائین جنمین اہل ہند افسر فوج ہونے کی لیاقت حاصل کرنے کے واسطے تعلیم وتربیت پائین - چوتھا رزولیوشن یہ تھا کہ ہندوستانی والنٹیر مقرر کیے جائین جنکو وہ اہل ہند جو انگریزی سے ناواقف ہین بلم ٹیر کہتے ہین - پانچوان رزولیوشن یہ تھا کہ قانون اسلحہ جسکی وجہ سے ہندوستان کے آدمی بلا قید ہتھیار نہین باندھ سکتے منسوخ کیا جاے - چھٹا رزولیوشن یہ تھا کہ انکم ٹکس نہایت ناپسندیدہ محصول ہے اور کم آمدنی والون پر اس محصول کے سبب سے بہت سختی اور زیادتی ہوتی ہے پس اقل درجہ ایک ہزار روپیہ تک کی آمدنی والون پر محصول نہ لگایا جائے - ساتوان رزولیوشن یہ تھا کہ تعلیم صنعت کے واسطے گورنمنٹ ایسا طریقہ جاری کرے جو یہان کے باشندون کے مناسب حال ہو اب غور فرمائیے کہ انمین ایسی کون سی بات ہے جس سے ملک کی برائی ہو - نہین صاحب مین نے غلطی کی - ملاحظہ فرمائیے کہ انمین ایسا کون سا امر ہے جس سے ملک کی ترقی اور بہبود مقصود نہو - میرے نزدیک جس شخص کو ہندوستان کے ساتھ ذرا بھی ہمدردی ہو وہ کبھی انکی ہرگز مخالفت نہین کر سکتا بلکہ بدل وجان اسکا شریک ومعین ہوگا - ہمکو سخت تعجب ہے کہ جو شخص اس بات کا دعوی کرتے ہین کہ انھون نے اپنا وقت ملک کے واسطے وقف کر دیا ہے اور ہمہ تن اسکی ترقی کی فکر مین مصروف ہین وہ کیونکر اس جلسہ قومی کی تائید سے اپنے تئین باز رکھ سکتے ہین انکا جی کیونکر مانتا ہے کہ بے صبر ہو کر اس جلسہ کے شریک نہو جائین - انکا دل کیونکر گوارا کرتا ہے کہ اس جلسہ سے واقف ہون اور پھر بے اختیار اسکی مدد نکرنے لگین لیکن افسوس ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہین اور دکھانے کے اور - بھلا بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیے کہ انکم ٹکس کے موقوف ہونے سے کسی خاص فرقہ کا فائدہ ہے یا تمام ملک کا - اہل اسلام یہ کہتے ہین کہ ہندون کے بہ نسبت مسلمانون مین افلاس زیادہ ہے - اگر یہ سچ ہے تو اس محصول کے موقوف ہونے سے ظاہر ہے کہ مسلمانون کو فائدہ زیادہ ہوگا - یہ بات مشہور ہے کہ بنگالی ہندوستان کی نہایت بزدل قومون سے ہین اور اہل اسلام شجاعت مین کسی سے کم نہین - پس فرمائیے کہ فوج کے اعلی عہدے ملنے سے والنٹیر مقرر ہونے سے اور قانون اسلحہ منسوخ ہونے سے کسکو نفع زیادہ ہوگا - علاوہ اسکے عالیشان عہدون کی علحدگی سے کسی خاص فرقہ کا زیادہ فائدہ کیونکر ہو سکتا ہے مگر جب غرض صرف یہ ہو کہ مخالفت کیجاے اور حسن وقبح سے قطع نظر کیجاے تو اعتراض کے بیجا اور بیجا ہونے کا خیال آدمی کو نہین رہتا - ع

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد   صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد

ہان صاحب اسقدر کہنا مین بھول گیا کہ مخالفین کی طرف سے یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ قانون اسلحہ کا منسوخ کرنا اسوجہ سے نامناسب ہے کہ اگر ہر شخص بلا قید ہتھیار باندھ سکے تو باہمی بگاڑ رعایا کے فساد اور خونریزی کا زیادہ احتمال ہے - لیکن یہ دلیل ایسی غلط ہے کہ اسکی تردید کی کچھ حاجت نہین - ہمارے معاندین کے سوا اور ایسا آدمی شاید دنیا مین کوئی نہوگا جو محض انسداد جرائم کی غرض سے ایسا قانون اسلحہ

جیسا ہندوستان میں جاری ہے نافذ کرنا پسند کرے۔ حضرت اس قانون کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ قوم کی ہمت اور دلیری اور شجاعت میں بہت فرق آجاتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ صفات بالکل زائل ہو جاتی ہیں۔ یہ مضرت ایسی ہے کہ صرف رعایا ہی کا نقصان اس سے نہیں ہے بلکہ فرمانروا کے وقت کا بھی اس سے بہت نقصان ہے۔ جب کسی قوم کی ہمت و شجاعت زائل ہو گئی تو وہ سپاہ گری کے قابل نہ رہی اور جب کوئی قوم سپاہ گری کے قابل نہ رہی تو اسکی فوج کی وقعت کے بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ ان جملہ امور کے نقصانات ایسے بدیہی ہیں کہ گو ہمارے مخالف اپنی ہٹ دھرمی سے آخر کبھی کچھ نہ کچھ اعتراض کیے ہی جاتے ہیں تاہم زیادہ زور نہیں دیتے۔ بڑا سخت اعتراض انکا یہ ہے کہ اگر رعایا کی جانب سے کونسل اور صوبجات کی کونسل کے واسطے ممبر منتخب کیے جائینگے تو ملک کو بجاے نفع کے ضرر پہونچیگا۔ انکے اعتراضات کی تردید ابھی تھوڑی دیر میں کیجائیگی لیکن قبل اسکے یہ دیکھنا ضرور ہے کہ سلطنت جمہوری کے اصول فی نفسہ اچھے ہیں یا برے اور انتظام ملک میں رعایا کو دخل دینا ملک کے واسطے اچھا ہے یا برا۔ اسکی نسبت میرے نزدیک اختلاف راے ناممکن ہے۔ کوئی شخص بجز اسکے کہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لے یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ طریقہ برا ہے۔ انگلستان کو تمام دنیا کی قوموں میں جو عظمت حاصل ہوئی ہے وہ اسی طریقہ کے بدولت ہے امریکہ کو جو وقعت حاصل ہوئی ہے وہ اسی طریقہ کا نتیجہ ہے۔ فرانس نے بھی اپنا نفع اسی میں سمجھا ہے۔ جرمنی وغیرہ میں بھی یہ طریقہ شائع ہو گیا ہے اور یورپ کے اور حصوں میں بھی کم و بیش اسکا نفاذ ہے۔ حضرت اس باب میں روس میں سب سے زیادہ کمی ہے لیکن جیسے روشنی ہر جگہ نفوذ کر جاتی ہے اسی طرح اس قاعدہ کا اثر روس میں بھی پہونچا ہے اور اچھی طرح پہونچا ہے۔ حضرت زار بھی مجبور ہو گئے ہیں اور کونسل وغیرہ کا طریقہ کچھ نہ کچھ جاری کرنا ہی پڑا ہے۔ اپنی حکومت مطلقہ زائل ہونے کے خیال سے زار زار روتے ہیں لیکن جسقدر اس طریقہ کے جاری کرنے میں اغماض کرتے ہیں اسیقدر انکی رعایا انسے بیزار ہوتی جاتی ہے اور آپسے کبھی باادب اور کبھی گستاخانہ عرض کرتی ہے کہ ملک زار کی حالت زار پر نظر فرمائیے اور اپنی رعایاے ہواخواہ کو زیادہ آزار نہ دیجیے۔

تھوڑا سا اثر اس قاعدہ کا افریقہ اور ایشیا تک بھی پہونچا ہے۔ ایشیا میں جاپان اور لنکا کی نظیر ہم دیکھتے ہیں۔ زیادہ تر غور کے قابل یہ امر ہے کہ انگلستان کے ماتحت جتنے ملک ہیں بجز ہندوستان کے اور سب میں یہ طریقہ کم و بیش جاری ہے۔ حضرت وہ حبشی جنکو تمام دنیا غلام بنانے کا شوق رکھتی تھی وہی حقوق رکھتے ہیں جو خاص ولایت زاد انگریزوں کو حاصل ہیں۔ چنانچہ الہ آباد ہائی کورٹ میں ایک حبشی کے مقدمہ فوجداری کی تجویز بذریعہ جوری کے مثل ولایت زاد انگریز کے ہوئی تھی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ حبشی ہماری ملکہ معظمہ کی رعیت تھا اور ملکہ معظمہ کی جانب سے افریقہ کو بعینہ وہی حقوق حاصل ہیں جو اہل انگلستان کو حاصل ہیں۔ کیوں صاحب کیا ہم حبشیوں سے بھی گئے گذرے ہوے۔ کیا ہمکو اسقدر لیاقت بھی نہیں ہے جو حبشیوں کو ہے۔ ہم میں اور اہل سیلون یعنی باشندگان لنکا میں کیا فرق ہے۔ کیا رعایاے ہند سرکار کی اسقدر وفادار بھی نہیں ہے جتنے حبشی اور

لنکا یعنی سراندیپ کی۔ لاحول ولاقوۃ۔ یہ کون کہیگا اور کون مانیگا۔ پس کیا وجہ ہے کہ ہندوستان مین اس طریقہ حکومت کے اجراسے نقصان پیدا ہو۔

ہندوستان مین زیادہ تر دو قومین ہین۔ ہندو اور مسلمان۔ ان دونون قومون مین عام آپس کے مشورہ کرنے کا طریقہ کم و بیش جاری تھا سب جانتے ہین کہ ہندوستان کی مذہبی کتابون مین سمرتی کا درجہ بہت بڑا ہے۔ منو سمرتی کے ساتوین ادھیا کا سینتیسوان اشلوک یہ ہے۔

ब्राह्मणा न्पर्युपासीत प्रात रुत्थाय पार्थिवः। त्रैविद्य वृद्धा न्विदुष स्तिष्टे त्तेषाञ्च शासने ॥

جسکا ترجمہ یہ ہے "راجہ کو یہ چاہیے کہ علی الصباح اٹھکر تعظیم کے ساتھ ایسے برہمنون سے ملے جو تین وید جانتے ہون۔ عالم ہون اور علم انتظام مملکت سے واقف ہون اور انکی راے کے مطابق عمل کرے" اس سے واضح ہوگا کہ راجہ کو واجب تھا کہ برہمنون کی راے کے مطابق ملک کا انتظام کرے اگرچہ اس زمانہ مین کوئی مجمع مثل پارلیمنٹ کے نہ تھا لیکن اسمین بھی شک نہین کہ یہ برہمنون کا مجمع جسکا ذکر اشلوک مین ہے بجاے کونسل کے تھا اور وہ کونسل ایسی نہ تھی جس سے اختلاف کرنا راجہ کو جائز ہو۔ ان برہمنون کا مقرر کرنا بھی محض راجہ کی راے پر موقوف نہین تھا بلکہ مدارس یا علما کے مجمع معین تھے جو عالم برہمنون کو خطاب شاستری اور اپادھیا وغیرہ عطا کرتے تھے۔ ان خطابون سے انکی لیاقت علمی اسی طرح ظاہر ہوتی تھی جسطرح ولایت کے عمدہ یونیورسٹی کے خطابون سے وہان کے علما کی لیاقت ظاہر ہوتی ہے اور ان برہمنون کا انتخاب بادشاہ کی مجلس کے واسطے بھی ایسے برہمنون کے ذریعہ سے ہوتا تھا جو پیشتر سے مشیر بادشاہ تھے یا جنکی قابلیت اور دیانت مسلم تھی۔ غرض راجہ مجاز اس امر کا نہ تھا کہ اپنی راے سے فیصلہ کرے یا عالم برہمنون کی راے سے اختلاف کرے۔ اگرچہ انقلاب زمانہ کی وجہ سے وہ طریقہ اب باقی نہین رہا لیکن ابتک اسکا اثر بالکل زائل نہین ہوا۔ وہی طریقہ جو بادشاہ کے واسطے زیادہ تفصیل و تحقیق اور اصرار کے ساتھ معین تھا ہر خاندان کے انتظام کے واسطے بالاجمال پسند کیا گیا تھا اور ہر گانون مین اسکا عمل درامد تھا۔

ہان یہ بات نہ تھی کہ کسی خاندان یا کسی گانون کا انتظام صرف برہمنون کی راے پر منحصر ہو لیکن اسمین شک نہین ہے کہ اہالی خاندان اور اہالی مجمع کی راے سے ایک بزرگ یا پیشوا انکی قائم مقامی کے واسطے منتخب ہوتا تھا اور بزرگ یا پیشوا کے راے کے مطابق اصلاح و مشورہ اور خانگی انتظام ہوتا تھا اور وہ بزرگ یا پیشوا سرکار مین اور ہر جگہ بوقت ضرورت انکی طرف سے حاضر ہوتا تھا اور یہ طریقہ آجتک کم و بیش مرعی ہے۔ ہر مشترک خاندان اہل ہنود کی ہر قسم کی کارروائی کے واسطے ایک پیشوا مقرر ہوتا ہے۔ اکثر یہ پیشوا بزرگ خاندان بھی ہوتا ہے لیکن اگر وہ لیاقت کافی نہ رکھتا ہو تو اس خاندان مین سے کوئی اور شخص باتفاق راے اہالی خاندان اس کام کے واسطے مقرر کیا جاتا ہے۔ علی ہذالقیاس ہندوون کی ایسی بہت کم قومین نکلینگی جنمین پنچ مقرر نہون۔ یہ پنچ ہر قوم کے جملہ آدمیون کی طرف سے

منتخب کیے جاتے ہین اور اُن جملہ نزاعون کا تصفیہ کرتے ہین جو متعلق رسم و رواج ہون اور جنسے فلاح
قوم متعلق ہو - بلکہ بعض صورتون مین وہ مقدمات بھی جو قابل سماعت عدالتہاے سرکار ہوتے ہین
اسی پنچایت کے ذریعہ سے بلا توسط عدالت فیصل ہوجاتے ہین اور جملہ فریق اُس فیصلہ سے راضی رہتے لیکن
یہی طریقہ ہر گانون مین رائج ہے - کل باشندون کا ایک افسر ہوتا ہے او مختلف مقامات مین مختلف نامے
وہ مشہور ہوتا ہے - کہین کہین افسر ایک سے زیادہ بھی ہوتے ہین اور خانگی معاملات ہی مین نہین بلکہ
سرکاری کاروائیون مین بھی وہی مکھیا جو نمبردار یا مقدم یا پٹیل وغیرہ کے نام سے مشہور ہوتا ہے کل
گانون والون کی طرف سے حاضر ہوتا ہے - غرضکہ طریقہ قائم مقامی اتبک جاری ہے اور ہندوستان کی
رعایا بخوبی اسکی عادی ہے کہ اپنی طرف سے کسی شخص کو خاص قسم کی کارروائی کے لیے منتخب او معین کیے
یہ تو ہندوون کی کیفیت ہے اب مسلمانون کا حال سنیے - ابتداے اسلام سے سلطنت جمہوری کا طریقہ اس
قوم مین رائج ہوا - جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین کل انتظام کا مدار مشورہ تھا
خداوند عالم کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی تھی شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
مطلب سکا یہ ہے کہ جملہ امور مین اُنسے یعنی مسلمانون سے (غالباً مراد مہاجرین و انصار سے ہے)
مشورہ کرو اور جب راے قائم ہو جاے تو اللہ پر توکل کرو - حضرت سید المرسلین نے جناب رب العالمین کے
اس حکم کی تعمیل بہت اچھی طرح سے کی - جنگ بدر کی فتح کے بعد جب قیدی گرفتار ہو کر آئے تو اس امر کی
نسبت اختلاف راے ہوا کہ وہ سب قتل کیے جائین یا فدیہ لیکر چھوڑ دیے جائین - مشورہ سے
یہ قرار پایا کہ وہ چھوڑ دیے جائین چنانچہ اسی مشورہ پر عمل کیا گیا اور وہ چھوڑ دیے گئے - بعد ازان یہ
آیت نازل ہوئی جسمین اللہ پاک نے اس فیصلہ سے اپنی نارضامندی ظاہر کی - اسوقت حضرت سید البشر
علیہ صلوۃ الملک الاکبر بہت مغموم ہوے - جب اصحاب نے اس رنج کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ
خداوند عالم کو جنگ بدر کے قیدیون کا چھوڑنا ناپسند ہوا ہرچند کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ تعالے
علیہ وآلہ وسلم خداوند عالم کی اس نارضامندی سے اسقدر مغموم ہوئے لیکن چونکہ آیت مذکورہ بالا مین
کوئی ہدایت اس حکم کے منسوخی کی نہ تھی جو مشورہ کے باب مین صادر ہو چکا تھا لہذا وہ منسوخ نہ کیا گیا
اب غور کے قابل یہ بات ہے کہ باوصفیکہ اللہ پاک نے اس حکم سے نارضامندی ظاہر کی تاہم اس حکم کی
منسوخی کی ہدایت نہ کی اور طریقہ مشورہ بدستور سابق قائم رہا - بعد وصال رحمت للعالمین کے ہر خلیفہ کے
تقرر کے وقت مشورہ پر عمل ہوا سب سے پچھلے خلیفہ حضرت امام حسن علیہ السلام تھے - ایک حدیث نبوی
اس مضمون کی تھی کہ خلافت بعد آپکے تیس سال سے کچھ زیادہ رہیگی بعد ازان سلطنت ہو جائیگی -
جب وہ زمانہ مندرجہ حدیث نبوی عَلَيْهِ وَآلِهِ مِنَ الصَّلَوٰةِ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّحِيَّاتِ أَكْمَلُهَا ختم ہو گیا
تو حضرت امام ہمام علیہ السلام نے حکومت چھوڑ دی اور کہا کہ مجکو سلطنت منظور نہین ہے سبحان اللہ
کیا بلند ہمت اور عالی حوصلہ تھے - دنیا مین اور کتنی ایسی قومین ہین جو یہ کہہ سکین کہ اہل اولوالعزمی کے
ساتھ انکے پیشوا نے حکومت دنیا سے علیحدگی اختیار کی - اگر مسلمانون کو اور حصہ با اسباب فتحیاب ہوتے

تو یہی ایک بات اُنکے فخر کے واسطے کافی تھی - اللہ - اللہ کیا بزرگ تھے - کیا عالی ہمت تھے - اپنے جد امجد
صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر نظر کرکے فلاح آخرت کے واسطے دنیاے دنی کو ہیچ سمجھا اور سلطنت پر بھی
نظر نہ کی - ہاے افسوس وہ زمانہ کیا ہوگیا - اب وہ دن آیا ہی کہ جو لوگ اپنے کو اُنکی اولاد مین سمجھتے ہین
اور اُنکا پیرو بیان کرتے ہین وہ حاکمون کی خوشامد کے مارے راہ راست پر نہین آتے - اب اصل مطلب
کی طرف ہم پھر رجوع کرتے ہین - جب جناب امام حسن علیہ السلام نے حکومت سے علٰحدگی اختیار کی اُسوقت
اہل اسلام کی طرف سے ایک سلطان مقرر کیے گئے - جہانتک راے جمہور کا پورا پورا اثر رہا اور ان سلطان کے
وقت مین بھی طریقہ شورہ موقوف نہین ہوا - جب اُنکے انتقال کے بعد یزید سلطان ہوا تو راے اہل اسلام کو
اُسمین کچھ دخل نہ تھا اور اُسکے وقت مین طریقہ شورہ جو سابق مین جاری تھا موقوف ہوگیا نتیجہ اُسکا
واقعہ ہوش ربا ے جانگداز کربلا ہوا - ہمکو یقین ہے کہ ہمارے ملک کے اہل اسلام اُسی طریقہ کو پسند
کرینگے جو جناب سید المرسلین اور ائمہ معصومین کے وقت مین جاری تھا اور یزید کے طریقہ کو ہرگز اچھا
نہ سمجھینگے علی الخصوص اسوجہ سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث متفق علیہ ہے
مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ایسا مسلمان کون ہوگا جو یزید اور اُسکے تابعین سے تشبہ گوارا کرے
یا سنت نبوی کہ جسکی پیروی کا حکم بہت تاکید کے ساتھ ہے اختیار نہ کرے - اگر زمانہ گذشتہ مین ہندو
اور مسلمانون مین طریقہ شورہ جاری تھا اور اُسکے موافق فیصلہ کیا جاتا بہتر سمجھا جاتا تھا تو ایسی کوئی
وجہ نظر نہین آتی جس سے زمانہ حال مین وہ طریقہ ناپسند کیا جاے - اگر یورپ کی قومون مین یہ طریقہ
مشہورہ ہوتا ہی تو کوئی خاص کیفیت اس ملک کی نہین ہی جسکی وجہ سے یہان اُسکا اجرا نامحمود ہو
جہانتک مین سمجھتا ہون وہانتک صرف رعایا کے واسطے ہی نہین بلکہ فرمانرواے وقت کے واسطے بھی
ہندوستان مین اس قاعدہ کا جاری ہونا مفید ہی - چند تمثیلون سے رعایا کے حق مین اُسکا مفید ہونا
آپکو واضح ہوگا - قاعدہ حال کے بموجب کونسلون مین سرکار کی طرف سے ممبر مقرر کیے جاتے ہین بس دیکھنا
چاہیے کہ اُسکا نتیجہ کیا ہوتا ہی - نواب گورنر جنرل بہادر کی کونسل واضع آئین و قانون کے واسطے چند ممبر
ہندوستانی سرکار نے مقرر کیے تھے اور اُنکی بہ نسبت تعداد ممبران سرکاری اسقدر کم ہوتی ہی کہ اگر وہ سب
آزادانہ راے ظاہر کرین تو اُسکا اثر بہت کم ہو با ایں ہمہ بعض اُنمین سے اشخاص منتخب ہوتے ہین کہ راے آزادانہ
ظاہر نہین کرتے بلکہ جو حکام کے اصول پر عمل کرتے ہین - اسی پر صرف قناعت نہین ہی بلکہ جناب سکرٹری
آف اسٹیٹ نے یہ قاعدہ جاری کر دیا ہی کہ اگر کسی ممبر کو کوئی مسودہ قانون پیش کرنا ہو تو اول اُس امر کی
اطلاع جس سے قانون مذکور متعلق ہی بذریعہ گورنمنٹ ہند سکرٹری آف اسٹیٹ کو دیجاے اگر جناب
ممدوح دو مہینے کے اندر اُسکو ناپسند فرمائین تو وہ مسودہ پیش نہو اور اگر دو مہینے کے اندر کوئی جواب نہ آئے
یا امر مذکور پسند کیا جاے تو وہ مسودہ پیش ہوسکے - اول تو یون ہی آزادی کم تھی اب ممبرون کو لازم ہوا
کہ اُسکو بالکل خیرباد کہین - ایسی صورت مین ہندوستانی ممبر مقرر کرنے سے کیا فائدہ - حضرت قانونی کونسل
نہین ہی کٹھ پتلی کا تماشا ہی جدھر چاہا سکرٹری آف اسٹیٹ نے نچایا - اگر آپ سمجھتے ہون کہ صرف اسی پر اکتفا ہی

تو آپ کی راے کی غلطی ہی- اگر کسی مسودہ قانون کے پیش ہونے کی نوبت آئی اور وہ کونسل مین پاس بھی ہوگیا تو علاوہ ہماری قیصرہ ہند کے نواب گورنر جنرل بہادر کو جو اُس کونسل کے پریسیڈنٹ ہین اور ہر بحث مین شریک ہوتے ہین اور جناب سکریٹری آف اسٹیٹ کو بھی بعد دیکھنے کے اُسکے نامنظور کر دینے کا اختیار ہی- کاش اسی پر قناعت ہوتی تو بھی غنیمت تھا مگر یہ بھی نہین ہی- سب پر طرہ یہ ہی کہ اگر ضرورت ہو تو ممبرون پر دباؤ ڈالکے سرکار کے موافق راے ظاہر کرانے کی کوشش کرنی بھی معیوب نہین سمجھی جاتی- اسکی تمثیل مین ایک امر ہم عرض کیا چاہتے ہین جو اودھ کے متعلق ہی مگر یاد رہے کہ یہ لکھنؤ ہی جو اودھ کا دارالسلطنت ہی- آپکو یہان کے حالات معلوم ہونے کا موقع ہر طرح سے حاصل ہی اگر آپکے نزدیک میرا بیان غلط ہو تو آپ فوراً اسے تامل فرمائین کہ غلط ہی

فروتنی بدوزانو و چین برابرو زن + بدان صفت که وفا پیشگان دعویدار

اگر دروغ بگویم بگوے و شرم مکن + که آبروے مرا نیست شرم کس درکار

ہمسے بہت معتبر راوی نے کہا ہی کہ جسوقت مسودہ قانون لگان اودھ نواب گورنر جنرل بہادر کی کونسل مین پیش تھا اُسوقت ایک ذی فہم عالی دماغ آزاد منش ممبر ملک اودھ سے اُس کونسل کے واسطے منتخب کیے گئے تھے تاکہ اہل اودھ کی طرفسے جو کچھ کہنا ہو کہین- اتفاقاً اُنکی راے مضامین مندرجہ مسودہ مذکور کے خلاف تھی- یہ حال ظاہر ہو گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہان کی گورنمنٹ کے ایک سکرٹری صاحب نے اُن سے کہا کہ کیون صاحب سنا ہی کہ آپ قانون لگان اودھ کی نسبت سرکار کے خلاف راے دیا چاہتے ہین- آپ نہین جانتے کہ آپ کی حالت موجودہ سرکار کی بخشی ہوئی ہی اور آپ بالکل سرکار کے بنائے ہوے ہین آپکو یہ حوصلہ ہوا کہ سرکار کے خلاف راے دین خبردار جو ایسا کیا- فقط- یہ ممبر آزاد منش تھے ایسی باتین نہ سن سکے اور سر الفرڈ لائیل صاحب کی خدمت مین گئے اُنکے آگے نالہ کیا اور سب واقعہ بیان کیا- ہمارے سر الفرڈ لائیل صاحب کا منصف مزاج ہونا آپ سب جانتے ہین اگر کاش آج وہ یہان ہوتے تو غالباً آتش نفاق اس ملک مین اسقدر مشتعل نہ ہوتا- سر الفرڈ لائیل صاحب نے فرمایا کہ جن سکرٹری صاحب نے آپسے یہ کہا لغو کہا سرکار کی طرفسے نہین کہا جو کچھ کہا اپنی طرفسے کہا ہوگا سرکار ہمیشہ یہ چاہتی ہے کہ ممبران کونسل اپنی راے آزادانہ ظاہر کرین فقط اسقدر اطمینان کے بعد بھی وہ عالی فطرت آزاد طبع ممبر ہماری بدقسمتی سے اتفاقاً شریک کونسل نہ رہ سکے اور نتیجہ جو کچھ ہوا وہ آپ سب کو معلوم ہی- اب فرمائیے ایسی کونسل سے کیا فائدہ اور اگر کانگریس ان نقصانون کی اصلاح چاہتی ہی تو کیا برا کرتی ہی-

ملک برہما پر سرکار نے قبضہ کر لیا اور اُس ملک پر قبضہ کرنے مین اور وہان کے انتظام مین اسقدر صرف ہوا اور ہوتا ہی کہ سرکار کو انکم ٹکس لگانا پڑا اور نمک کا محصول بڑھانا پڑا مگر کچھ بھی معلوم نہین ہی کہ کیا آمدنی اور دلائل سرکار کے روبرو تھے جنکی بنا پر ملک برہما پر قبضہ کرنا مناسب سمجھا گیا لہذا اسکو اس بات کا دعوی نہین ہی کہ سرکار کی اس راے پر اعتراض کرین لیکن اسقدر ضرور کہہ سکتے ہین کہ برہما ایسے ہندوستان مین کسی شخص کی راے کو اس معاملہ مین ذرا بھی دخل نہ تھا- اور جہانتک ہماری سمجھ مین آسکتا ہے وہانتک ملک برہما کے لینے اور نہ لینے سے ہندوستان کا کوئی خاص فائدہ نظر نہین آتا- باینہمہ کل اخراجات جنگ برہما

و انتظام ملک مذکور ہندوستان کے خراج گزارون کے سر پڑے انگلستان نے کوئی جزو اُن اخراجات کا دینا
گوارا نہ کیا حالانکہ اولاً و بالذات اسمین منفعت انگلستان کی تھی کیونکہ ملک برہما مین فرانس کی مداخلت کی
وجہ سے انگلستان کی بات مین فرق آتا تھا اور ہندوستان کی منفعت اگر کچھ تھی تو ثانیاً بالعرض کیونکہ جس
قوم کا تابع یہ ملک ہے اُس قوم کی بات مین فرق آنا اُس ملک کی وقعت مین بھی کچھ خلل ڈال سکتا ہے
بخلاف اسکے آسٹریلیا وغیرہ کی حفاظت کے واسطے جو جنگی جہازون کا بیڑا تیار ہونے کا حکم دیا گیا اور بحری فوج
مرتب ہونے کا فرمان صادر ہوا اُس سے اولاً و بالذات منفعت ملک آسٹریلیا وغیرہ کی ہے اور ثانیاً و بالعرض
انگلستان کی منفعت ہے لیکن اس انتظام کے اخراجات کا جزو کثیر انگلستان ادا کریگی - اس اختلاف کی
کیا وجہ ہے تھوڑے غور سے معلوم ہوگا کہ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ ملک آسٹریلیا وغیرہ مین رعایا کی راے کو
انتظام ملک مین دخل ہے مگر یہان نہین ہے - بھلا صاحب یہ بھی مان لیا کہ ہندوستان ہی کو کل خرچ
برہما کا ادا کرنا چاہیے لیکن بادشاہ برہما کے جواہرات وغیرہ کسکو لینے چاہیئن صاحب اسکا جواب دینے مین ہم
بہت ڈرتے ہین کیونکہ آجکل سچ کہا اور غضب ہوا جنکا کام خوشامد کرنا ہے وہ الفاظ سے دوسرے معنی ہی
نہین پیدا کرتے بلکہ خیر سے الفاظ بھی بدل دیتے ہین لہذا ہم بھی کہینگے کہ جواہرات زیور چاندی سونے کے
برتن سفید ہاتھی اور سب دولت انگلستان کو لینی چاہیے - لیکن جب یہ سب چیزین خزانہ انگلستان مین
جمع ہون یا خزانہ ہند مین اسکی کیا ضرورت ہے کہ یہ راز ظاہر کیا جاے حاکم وقت نے جو چاہا سو کیا رعایا
کون ٹیکس جاری کیا تو رعایا کیون نہ دے - ہندوستان کی رعایا کا کام ہاتھ جوڑنا اور خوش ہونا ہے -
لٹتا نا اور اپنی تکلیف کو سرکار کے روبرو ظاہر کرنا اسکا کام نہین ہے - خیر صاحب ہندوستان کے سیدھے سادے
ہوا خواہ رعایا ٹیکس دینا بھی منظور کرلیگی لیکن ضرورت بھی تو ثابت کیجاے - ہمکو یقین ہے کہ اس مجمع مین
ایک شخص بھی ایسا نہوگا کہ ضرورت اشد ثابت ہونے کی حالت مین اس انکم ٹیکس سے زیادہ محصول
دینے مین بھی اُف کرے - لیکن ہمارے نزدیک کسی قسم کی ضرورت اس انکم ٹیکس کی کیا بلکہ اس سے کم
ٹیکس کی بھی پایۂ ثبوت کو پہنچائی نہین گئی ہے - گورون کی فوج جو ہندوستان کے واسطے مقرر ہے وہ
ایسٹ انڈیا کمپنی کے وقت مین انگلستان کی فوج سے بالکل علیحدہ تھی مگر اب علیحدہ نہین ہے -
فوج مین گورے بہت تھوڑی مدت کے واسطے بھرتی ہوتے ہین بعد اُس مدت کے انکا نام کاٹ دیا جاتا ہے
اور اُنکے بجاے نئے گورے بھرتی ہوتے ہین انگلستان کے واسطے اسمین سراسر نفع ہے کیونکہ رفتہ رفتہ
تمام قوم سپاہی ہوجائیگی لیکن غور کے قابل یہ بات ہے کہ ہندوستان پر اسکا کیا اثر ہوتا ہے - اگر اجازت
دیجیے تو سچ کہون - لیکن اس زمانہ مین سچ کہنا بہت بری چیز ہے - اگر آپکو سچ سننے کا شوق ہے تو سچ تو
یہ ہے کہ ہندوستان کے واسطے یہ طریقہ کیا ہی تباہی ہے غضب الٰہی ہے چند پلٹنین ولایت سے یہان آئین
تھوڑی ہی مدت تک یہان رہین بعد ازان ولایت بھیجدی گئین اور اُنکے بجاے اور پلٹنین آئین
یہ آنے جانے کا سلسلہ ہر سال لگا رہتا ہے - اور اسمین بے انتہا روپیہ صرف ہوتا ہے - دوسرے کم سن
لونڈے فوج مین بھرتی ہوکر آتے ہین جو ویسا کام ہرگز نہین دیسکتے جیسا کار آزمودہ سپاہی دیتے ہین

اور اسوجہ سے شاید انگریزی پلٹنوں کی تعداد بھی کچھ زیادہ کی گئی ہے اگر یہ طریقہ ہندوستان کیواسطے مرعی نہ رہے بلکہ کمپنی کے وقت کا طریقہ جاری کیا جائے اور ہندوستان میں جو گوروں کی فوج رہتی ہے انگلستان کی فوج سے علیحدہ کر دیا جائے تو فوج کے خرچ میں تخفیف کثیر ہو اور ہندوستان کا خراج بغیر انکم ٹکس اور بغیر اضافہ محصول نمک کے کل اخراجات سلطنت کے واسطے کافی ہو مگر کون سنتا ہے یہاں محصول دیتے دیتے جان جاتی ہے لیکن ولایت کے حکام فوج کی کان پر جوں نہیں چلتی پیشتر جو کپڑا ولایت سے آتا تھا اسپر محصول لگتا تھا اور اس ذریعہ سے سرکار کو رقم کثیر ملتی تھی - یہ محصول موقوف کر دیا گیا اور یہ وجہ آمدنی کا جزو کثیر کم ہو گیا اگر یہ محصول موقوف نہوتا تو غالب تھا کہ محصول بڑھانے کی ضرورت نہ پڑتی - کپڑے کے محصول کی موقوفی کی وجہ یہ ہے کہ جب سے سوت اور کپڑے بنانے کی کل ہندوستان کے مختلف مقامات میں جاری ہوئی ہے اسوقت سے ولایت کے کل والے یہ کہتے تھے کہ انکا بہت نقصان ہوتا تھا کیونکہ ہندوستان میں جو کپڑا اور سوت بنتا ہے اسپر محصول لگانا ناممکن تھا لہذا ولایت کا کپڑا جسپر محصول لگتا تھا اس محصول کی وجہ سے خواہ نخواہ زیادہ گران پڑتا تھا پس ولایت کے کل والے یہ کہتے تھے کہ ولایت کی تجارت کا اس سے نقصان ہے - اسی وجہ سے یہ محصول موقوف ہو گیا مگر مقام غور ہے کہ ہر قسم کا کپڑا ہندوستان میں نہیں بنتا - صرف موٹا کپڑا یہاں کی کلوں سے بنتا ہے - اگر اس قسم کے ولایتی کپڑے پر محصول معاف کر دیا جاتا تو خیر گنجایش تھی لیکن اور قسم کے کپڑوں پر خصوصاً باریک سوتی اور ریشمی کپڑوں پر محصول معاف ہونا خلاف عقل ہے - اس قسم کا کپڑا غریبوں کے استعمال میں نہیں آتا اور جو لوگ ذی مقدور ہیں نیز اس قسم کا محصول لگانا عجیب نہیں ہے علاوہ اسکے ہندوستانی ریاستوں کے آدمی بھی ایسا کپڑا استعمال کرتے ہیں یہ محصول انسے بھی گویا وصول ہوتا چونکہ سلطنت انگریزی کی خوش انتظامی سے روساء ہندوستان کی رعایا بھی فائدہ اٹھاتی ہے لہذا اس رعایا پر اس قسم کا بار عائد کرنا نامناسب نہوتا اور سرکار انگریزی کی رعایا سے خراج گذاری کا بار کچھ کم ہو جاتا لیکن ہندوستان کے نفع و نقصان پر کچھ نظر نہیں کی گئی - وجہ اسکی یہ ہے کہ انگلستان میں دو فریق ہیں ایک کا نام لبرل اور دوسرے کا کنزرویٹو ہے کبھی ایک فریق سے وزراے شاہی منتخب ہوتے ہیں اور کبھی دوسرے فریق سے - جس فریق کے ممبر پارلیمنٹ میں زیادہ ہوتے ہیں اسی فریق کے آدمی وزراء شاہی مقرر کیے جاتے ہیں پس ممبران پارلیمنٹ کے واسطے ہر فریق کے رعایا کی ووٹ یعنی رائے کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر فریق اس غرض سے چاہتا ہے کہ وہ ان کی رعایا اس سے خوش رہے - اسی خیال سے پیشتر ایک فریق نے اپنے عہد حکومت میں کم قیمت کپڑوں کا محصول معاف کر دیا اسپر فریق ثانی نے بہت اعتراض کیا لیکن پارلیمنٹ کی کثرت راے اسوجہ سے اس فریق کے خلاف ہوئی کہ فریق مذکور کے ممبر پارلیمنٹ میں کم تھے - پھر وہ زمانہ آیا کہ فریق اول معزول ہوا اور فریق معترض کو حکومت ملی - امید یہ تھی کہ اب کپڑے کا محصول پھر بدستور ہندوستان میں جاری ہو جائیگا اور اگر وہ محصول پھر جاری نہوا تو اسمیں کسی کو شک نہ تھا کہ جسقدر محصول معاف نہیں ہوا تھا وہ ضرور قائم رہیگا لیکن معلوم ہوا کہ یہ راے بالکل غلط تھی - جو غل و شور اس فریق نے مچایا تھا وہ ہندوستان کے فائدہ کے واسطے دراصل نہ تھا بلکہ فریق مخالف کی عداوت سے تھا - اگر فریق معترضہ ولایت کے کل والوں کو راضی نہ رکھتے تو انکے ووٹ آیندہ پھر کہاں ملتے اور کپڑے کے تاجروں کی تعداد بعض اضلاع انگلستان میں بہت زیادہ ہے لہذا انھوں نے رہا سہا محصول بھی معاف کر دیا - ہندوستان کی رعایا بیچاری چپ ہے اور کہتی ہے رحمۃ اللہ علی النباشِ الاول ولایت کے نوربافوں کا [illegible]

فائدہ ہوگیا اور ہندوستان کی رعایا سے ذمہ قدر محصول سے بچی لیکن غریبون پر اضافہ محصول نمک سے بار زیادہ پڑ گیا مگر کسی کو کیا غرض کہ ان باتون پر لحاظ کرے۔ کام اپنے مطلب سے ہے۔ ولایت کی رعایا خوش رہیگی تو پھر بھی اُسکی ووٹ یعنی راے حاصل ہوسکیگی۔ ہندوستان کی رعایا خوش رہی تو کیا اور ناخوش رہی تو کیا۔ اگر رعایا کی راے کو انتظام ہندوستان مین دخل ہوتا تو یہ دقتین پیش نہ آتین۔ حضرت جو طریقہ معاونین کانگریس چاہتے ہین کہ سرکار اختیار کرے اُسمین بڑی عمدگی یہ ہے کہ کونسل کے ممبرون کو اختیار ہوگا کہ انتظام سلطنت کے متعلق جس امر کی نسبت چاہین سوال کرسکین۔ اسمین دو خوبیان ہین ایک خوبی تو یہ ہے کہ اگر اہلکاران سرکار یہ سمجھینگے کہ ایسے سوالون کے جواب دینے پڑینگے تو بہت سوچ سمجھکر کارروائی کرینگے اور اسی وجہ سے بہت سی قباحتین رفع ہوجائینگی۔ انہومین مانی گھرجانی ہے جو جاتا سو گیا لیکن اگر یہ یقین ہوجاے کہ جس امر پر عمل کیا جاتا ہے اُسکے حسن و قبح پر بھی بحث ہوسکیگی اور وجہ اُس امر کی بیان کرنی پڑیگی تو ایسے ویسے کام مین ذرا تامل زیادہ ہوگا۔ دوسری خوبی اسمین یہ ہے کہ اگر سرکار کی کسی کارروائی کی نسبت رعایا کو کچھ غلط فہمی واقع ہو تو ہر کار کسی ایسے ممبر سے جو موافق سرکار ہو امر مذکور کی نسبت سوال پیش کرا سکتی ہے اور اُس حالت مین سرکار کو غلط فہمی رفع کرنے کا بہت عمدہ موقع حاصل ہوسکتا ہے۔ سرکار اور رعایا مین اختلاف راے کی اکثر وجہ یہ ہوتی ہے کہ رعایا کو حالات صحیح معلوم نہین ہوتے اور سرکار کو رعایا کی اصلی راے معلوم نہین ہوتی۔ اس طریقے سے ان دونون قباحتون کی اصلاح ممکن ہے۔ ان تمثیلون سے آپکو معلوم ہوا ہوگا کہ یہ طریقہ رعایا کے حق مین ضرور مفید ہے اور دیگر فقرات اخیر سے یہ بھی مستنبط ہوا ہوگا کہ سرکار کا بھی اسمین فائدہ ہے۔ رعایا کی اصلی راے معلوم ہونی بادشاہ وقت کے واسطے ہمیشہ بہتر ہے اور رعایا کو اصلی واقعات معلوم ہونے سے اس بات کی امید ہے کہ سرکار پر جو اعتراض کیے جاتے ہین وہ کم ہوجائینگے۔ رعایا اور فرمانروا وقت کی راے مین اختلاف کا ہونا اور رعایا کیطرف سے بادشاہ کی کارروائی پر اعتراض کا اکثر پیش ہونا ہر وقت اور ہر حالت مین عدم استحکام سلطنت کا باعث ہے۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ایسے عمدہ طریقہ کو کوئی شخص کسطرح برا کہہ سکتا ہے ہمکو حیرت ہے کہ اسکے فوائد سے کوئی شخص کیونکر اپنی آنکھین بند کرسکتا ہے۔ اسکو برا کہنا آفتاب پر خاک ڈالنی ہے لیکن آفتاب پر جسقدر چاہو خاک ڈالو اُسکی روشنی کم نہین ہوتی۔ اسی طرح کانگریس کے مخالفین جو چاہین سو کہا کرین اسکی خوبی مین کمی نہین آسکتی اور اُنکی راے کی تعریف نہین ہوسکتی۔

قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

اب ہم دشمنون کے اعتراضات اور اُنکے جوابات عرض کرتے ہین۔ ہمکو سخت افسوس ہے کہ ایسا اختلاف کیون ڈالا اور بغیر سمجھے بوجھے محض نفسانیت سے ایسا فساد کیون برپا کیا۔ ہمارے نزدیک اتفاق عجب چیز ہے۔ جس ملک کی ترقی ہوئی ہے اتفاق سے ہوئی ہے اور نفاق سے ہمیشہ ترقی کی جڑ کٹی ہے۔

دولت ہمہ ز اتفاق خیزد

بے دولتی از نفاق خیزد

جو شخص ہندوستان کو اپنا وطن سمجھے اُسکے واسطے اس سے بڑھکر کوئی خوشی نہین ہوسکتی کہ ہندو

مسلمان عیسائی پارسائی یہودی وغیرہ سب قوم کے آدمی آپسمین دوستانہ کیا برادرانہ برتاؤ رکھتے ہین
لیکن ہائے افسوس اس ملک مین ایسے بھی آدمی ہین کہ آپسمین پھوٹ کا بیج بوتے ہین اور صرف ذاتی
اعتراض نہین بلکہ مذہبی فساد بھی کیا چاہتے ہین - اس تصور سے ہمارا کلیجہ منھ کو آتا ہے اور کہنا پڑتا
ہوتا ہی بہت تیرے نفاق کا ستیاناس - یہ کوتاہ اندیش اتنا نہین سمجھتے کہ اگر اس مذہبی فساد کو ترقی ہو
تو صرف رعایا ہی مصیبت مین نہ پھنسے گی بلکہ سرکار کو بھی انتظام مین بڑی دقت پیش آئیگی - ذرا انصاف
کیجیے کہ کانگریس کے معاونین اچھے ہین جو چاہتے ہین کہ ہندو مسلمان باہم شیر و شکر رہین یا
مخالفین اچھے ہین جنکی خواہش یہ ہے کہ پانی اور تیل کی طرح کبھی آپسمین میل نہو - مگر شکر کا مقام ہے کہ
اُنکے سب اعتراضات بے بنیاد ہین اور اُنکے دلائل بالکل پوچ و لچر ہین - اب ہم اُنکے اعتراضات
علحدہ علحدہ بیان کرتے ہین اور ہر ایک کا جواب اُسکے ساتھ جدا جدا عرض کرتے جاتے ہین -
زیادہ تر اُس رزولیوشن پر اعتراضات کیے گئے ہین جو اصلاح کونسل و وضع آئین وقانون کے متعلق ہین
لہذا اُسکا جواب دیا جاتا ہی -

اول اعتراض یہ ہی کہ ہندو کافر ہین لہذا اُنکے ساتھ اختلاط و شرکت ایسے امور مین نہ چاہیے -
ہمنے فرض کیا کہ ہندو کافر ہین لیکن محض اُنکے کفر سے یہ لازم نہین آتا کہ اُنکے ساتھ اختلاط و شرکت
امور ملکی مین منع ہوا اور اگر منع بھی ہو تو اُس طریقہ کی رو سے جسپر اب اہل اسلام کا بخوشی یا بمجبوری
عمل ہے وہ یہ اعتراض نہین کر سکتے پس اول دیکھنا چاہیے کہ شرع کے موافق کافرون کے ساتھ برتاؤ کا
کیا حکم ہے - کلام اللہ مین ایک سورہ ہی جسکا نام سورہ الکافرون ہی وہ یہ ہی قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ
مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝
آخر مین جو لفظ دین ہے وہ اصل دینی تھا یائے متکلم علت جزم سے حذف ہوگئی ہی - ہم برابر دیکھتے ہین کہ اہل اسلام نماز مین اور
فاتحہ مین اسکو ہمیشہ پڑھتے ہین - معنی اس سورہ کے یہ ہین "کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اے کافرو
جس چیز کی تم پرستش کرتے ہو اُسکی پرستش مین نکرونگا اور نہ تم اُسکی پرستش کرنے والے ہو جسکی پرستش
مین کرتا ہون اور نہ مین اُنکا پوجنے والا ہون جسکو تم پوجتے ہو اور نہ تم اُسکی پرستش کرنے والے جسکی مین
پرستش کرتا ہون - تمھارے واسطے تمھارا دین ہی اور میرے واسطے میرا دین" فقط ہم آپکو اس سورہ کی آیت
آخیر کی طرف متوجہ کرتے ہین اس تمام سورہ مین تکرار کے ساتھ یہ بیان کیا گیا ہی کہ مومنون کا اور کافرون کا
معبود ایک نہین ہی اور غرض تکرار سے اصرار و تاکید ہی مگر باوصف اس تکرار و اصرار کے آیت اخیر مین اللہ نے
اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرون سے یہ کہنے کی ہدایت کی کہ تمھارے واسطے تمھارا دین اور میرے واسطے
میرا دین ہی - اس سے صاف واضح ہوتا ہی کہ بنائے دین اسلام انصاف اور بے تعصبی پر ہی سختی اور تعصب پر
نہین ہی خصوصیت کے اوقات ہین خود رسول مقبول نے قبائل عرب سے عہد و پیمان کیے ہین اور اُنسے اختلاط
اختلاط بھی رہتا تھا - بعض کوتہ اندیش کہتے ہین کہ چونکہ عرب کے آدمی بہت سخت تھے اسلئے انکی تنبیہ
کے واسطے سختی کی نہایت ضرورت تھی اور اسوجہ سے احکام سخت صادر ہوئے لیکن اس [illegible]

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ تاریخ مذہب اسلام سے واقف نہیں ہیں۔ عہد حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں اور آپکے وصال کے بعد یہ طریقہ برابر جاری تھا کہ جب کبھی کسی ملک پر فوج اسلام نے حملہ کیا تو قبل جنگ اس ملک کے آدمیوں سے کہا کہ دین اسلام قبول کرو۔ اگر انھوں نے نہ مانا تو کہا کہ جزیہ دو اور ہماری حکومت قبول کرو اور جب انھوں نے جزیہ دینا قبول کیا تو وہ تابع حکومت اسلام ہوئے اور ذمی کہلائے۔ ذمیوں اور مسلمانوں کے حق میں کبھی بہت فرق نہ تھا۔ بلکہ نکاح وغیرہ بہت سے امور میں ذمیوں کے واسطے انکے مذہب کے احکام جاری ہوتے تھے بلکہ اب تک کابل وغیرہ میں ہندو موجود ہیں اور انکے ساتھ وہی طریقہ مرعی ہے جیسے آجتک کبھی نہیں سنا کہ ابتداے اسلام سے اب تک ذمیوں کے ساتھ امور غیر مذہبی میں مخالطت کرنے سے کوئی مسلمان کافر ہو جاے۔ ہندوستان کے ہندو یقیناً ذمی ہیں۔ یہاں بہت تک سلطنت اسلام ایک وقت میں تھی اور ہندوؤں سے محصول لیا جاتا تھا۔ کیوں صاحب اگر مسلمان اپنی سلطنت قائم رکھ سکیں تو بیچارے ہندوؤں کی حالت کیوں زیادہ بُری ہو جاے اگر سلطنت اہل اسلام کے زمانہ میں ہم ذمی تھے تو اس سلطنت کے زوال کے بعد ہم ذمیوں سے کیوں بری ہو گئے۔ عقل میں تو یہ بات نہیں آسکتی لیکن عقل چہ گفتی ست کہ پیش مردان بیاید۔ تمام دنیا کو اہل اسلام نے دو حصوں پر منقسم کیا ہے ایک حصہ کا نام دارالاسلام اور دوسرے کا نام دارالحرب ہے۔ دارالحرب میں وہ مقامات داخل ہیں جنکے ساتھ سلطان اہل اسلام کو جنگ ہے اور باقی سب مقامات دارالاسلام میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان کیا تمام دنیا کے مسلمان یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہندوستان دارالحرب میں شمار کیا جاتا ہے اس صورت میں ہمکو کوئی ایسا قاعدہ دین اسلام معلوم نہیں ہے جس سے ہندوؤں کے ساتھ غیر مذہبی امور میں مسلمانوں کی شرکت منع ہو۔ اور ہمارے مخالفین بھی کوئی سند کتابی ایسی پیش نہیں کرتے جس سے انکا دعوی مان لیا جاے۔ علاوہ اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ جب سے سلطنت اسلام ہندوستان میں قائم ہوئی اس وقت سے اب تک برابر یہی برتاو ہے کہ بجز مذہبی امور کے ہندو و مسلمان آپس میں برادرانہ ارتباط رکھتے ہیں۔ سلطنت مغلیہ میں بجز عہدہ وزیر اعظم کے اور جملہ عہدے اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ ہندو پا سکتے تھے۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو ملکی اور فوجی اعلیٰ عہدوں پر مامور تھے بلکہ ہندو افسر بادشاہ کی طرف سے ہندوؤں کے ساتھ لڑنے کے واسطے بھیجے جاتے تھے اور انکی ماتحت فوج کثیر ہوتی تھی۔ اور دکھن میں بھی جب تک شاہی حکومت تھی اس وقت تک سواے وزیر اعظم کے عہدے کے اور ہر قسم کے اعلیٰ عہدوں پر ہندو مقرر ہوتے تھے بلکہ بعض عہدے ایسے تھے جن پر مسلمانوں کا مامور ہونا کبھی سنا بھی نہیں گیا جس صیغہ کو زبان انگریزی میں فنانشل ڈپارٹمنٹ کہتے ہیں اسکی وزارت ہمیشہ ہندوؤں کو ملی ہے۔ ایسا ہی رواج آجتک حیدرآباد دکن و میسور و بڑودہ و جودھپور و جے پور و اودے پور و رامپور و بھوپال و لیور و پٹیالہ و ٹونک وغیرہ میں ہے۔ کیوں صاحب عہد شاہی میں جب اودھ میں کہیں گڑبڑ ہوتی تھی تو ہندو مسلمانوں کے اور مسلمان ہندوؤں کے شریک نہیں ہوتے تھے۔ ابھی حضرت ہزاروں ہندوؤں نے مسلمانوں کی آبرو کے واسطے اور ہزاروں مسلمانوں نے ہندوؤں کی آبرو کے واسطے اپنی جان دیدی اور پھر ہمارے مخالفین یہ کہتے جاتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں میں ربط نہ تھا اور نہ ہونا چاہیے۔ یہ کہنا کہ بناے اسلام تعصب اور سختی پر ہے محض بہتان ہے۔ اس سے بڑھکر مذہب اسلام کی برائی اور کیا ہو سکتی ہے کہ یہ کہا جاے کہ بجز

قتل اور لڑائی کے غیر قوم کے ساتھ اس مذہب نے کوئی امر جائز نہین رکھا - استغفر اللہ - استغفر اللہ - یہ مذہب جسپر نہ سلطنت مین کوئی قومی اعتراض وارد ہوا اور نہ حال کے طریقہ سلطنت کی رو سے کوئی ایسا اعتراض وارد ہو سکتا ہے ایسا امر کب جائز رکھتا مگر چند خود غرض آدمی خوشامد کے مارے یا اپنی شیخی کے سبب ناحق اسلام اور مسلمانون کو بدنام کرتے ہین ع - بدنام کنندۂ نکو نامے چند -

یہانتک تو ہمنے تمام ہنود کا بیان کیا - اب ہم یہ دکھایا چاہتے ہین کہ کانگریس کے مخالفین اپنے قول پر عمل کرتے ہین یا نہین - کیا مسلمان ہندؤن کے ساتھ ایک کونسل کے ممبر نہین ہین - کیا آنریری مجسٹریٹون کی بنچون مین ہنود و مسلمان شریک نہین ہوتے - کیا ہندو ڈپٹی کلکٹر کے حکم کی تعمیل مسلمان تحصیلدار نہین کرتے کیا مسلمان منصف ہندو جج ماتحت کے فیصلہ یا اپیل کو اس مقدمہ مین جسکو بصیغہ ابتدائی ان منصفون نے خود فیصلہ کیا ہو تسلیم نہین کرتے - کیا شادی غمی مین ہندو مسلمانون کے ساتھ اور مسلمان ہندؤن کے ساتھ شریک نہین ہوتے کیا عرسون اور مولود شریف کی مجلسون مین ہندو نہین آنے پاتے - کیا ہندؤن کے مذہبی مجمع مین مسلمان شریک نہین ہوتے بھلا یہ کون کہیگا کہ نہین ہوتے - صرف وہی کہیگا جسکے واسطے اللہ جل شانہ فرماتا ہے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ یعنی اللہ نے اُنکے دلون پر اور اُنکے کانون پر مُہر کر دی ہے اور اُنکی آنکھون پر پردہ ڈال دیا ہے - ملاحظہ فرمایئے کہ سر سید احمد خانصاحب کے سے مسلمان مجتہد کافر کے ساتھ ایک کونسل کے ممبر ہین جناب منشی امتیاز علی صاحب انجمن تعلقداران اودھ کے ہر جلسہ مین شریک ہوتے ہین حالانکہ اسکے اکثر ممبر ہندو ہین پھر فرمایئے ہمارے مخالفین ایسے لغو اعتراض کیون کرتے ہین - سو

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چون بخلوت میروند آن کار دیگر می کنند
مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر می کنند
گوئیا باور نمے دارند روز داوری
کین ہمہ قلب و دغل در کار داور میکنند

شاید وہ یہ سمجھتے ہین کہ اور طرح سے شریک ہون تو ہون لیکن کانگریس مین ہرگز شریک نہون - لیکن صاحب کیا وجہ - کانگریس کے نام مین کچھ جادو ہے - آپ کانگریس سے اسقدر کیون بیزار ہین - اسکا جواب کوئی نہین دیتا کانگریس کا لفظ زبان سے نکلا اور آنکھین چڑھگئین رنگ چہرہ سرخ ہو گیا منہ سے کف نکلنے لگا - صاحب اسقدر طیش کیون ہے - اتنا غصہ کیون ہے - کیا کہا کیا کہا - جواب کون دے - اب تو حضرت بیچ و تاب مین آگئے - شاید ذہن مین یہ ہوگا کہ ابتدا مین ہمسے مشورہ کیون نہ کیا - ہمکو تمام کانگریس کا پیشوا کیون نہ بنایا - دوسرے کے منہ سے یہ کیون نکلا - کہ بغیر ہمارے بہبود ملک کی نئی فکر کر سکتے ہین اگر کہیے کہ صاحب خطا ہوئی معاف فرمائیے آپ پیشوا بنجائیے - تو نہین مانتے آپ تو جلسے مین نہین جاتے اور اپنے آپ سے باہر ہوئے جاتے ہین - کانگریس کا لفظ کیا منہ سے نکلا کہ آفت آئی قہر نازل ہوا - شرکت کانگریس تو نفسانیت سے [illegible] اپنی ذاتی نمایش نہین چاہتے - بہبود ملک کی فکر مین ہین آخر خدا اس آفت و قہر سے محفوظ رکھے [illegible]

جو ملک کا بُرا چاہتے ہون۔ سہ

حضرت عباس کا علم ٹوٹے
بُرے کی جان پر ستم ٹوٹے

خیر صاحب کانگریس کی بدخواہی سے ہندؤن کو بُرا کہہ رہے تھے کافر بنا رہے تھے کہ کہین یہ خیال آگیا کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ انگریز بھی تو آخر مسلمان نہین ہین کافر ہین تو کیا جواب دیجئے طبیعت حاضر تھی فوراً ذہن مین آیا کہہ دین وہ اہل کتاب ہین اور اہل کتاب کے ساتھ مخالطت منع نہین۔ واہ حضرت واہ۔ آپکی طبع رسا کے قربان۔ بھلا فرمایئے تو کہ علاوہ احکام نکاح ذبیحہ وغیرہ کے حالت موجودہ مین اہل کتاب اور غیر اہل کتاب کافرون مین کیا فرق ہے اور یہ کیونکر اہل اسلام کی کتب دینی سے ثابت ہوسکتا ہے کہ ہندو اہل کتاب نہین ہین۔ کلام اللہ مین جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہی وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ یعنی اے محمد ہمنے قبل بالتحقیق بہت سے پیمبر تجھسے پیشتر بھیجے۔ انمین سے بعض کا ذکر تجھسے کیا اور بعض کا نہین کیا فقط اس سے صاف ظاہر ہی کہ بہت سے انبیا ایسے ہین جنکا ذکر کلام اللہ مین نہین ہی۔ پس یہ ممکن ہی کہ ان انبیا مین سے کوئی نبی ہندوستان مین بھی مبعوث ہوا ہو۔ دوسرے مقام پر کلام اللہ مین تحریر ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا یعنی بتحقیق ہمنے ہر قوم مین ایک پیغمبر بھیجا ہی اب فرمایئے کہ ہندو بھی ایک قوم ہین یا نہین اور اس آیہ سے ہندوستان مین نبی کا مبعوث ہونا واضح ہوتا ہی یا نہین۔ علاوہ اسکے بعض ایسے برگزیدہ اہل اسلام کے اقوال جنکی بزرگی کے تقریباً کل اہل سنت وجماعت قائل ہین اس مضمون کے موجود ہین کہ ہندوستان مین نبی گذرے ہین پس یہ کہنا کہ ہندو اہل کتاب نہین ہین درست نہین ہی مگر فرض کیا کہ ہندو اہل کتاب نہین ہین اور غیر اہل کتاب کے ساتھ مخالطت اچھی نہین ہے تو بھی ہم یہ عرض کرینگے کہ آپ ہندؤن کے سبب سے شریک کانگریس نہوجیے بلکہ ان عیسائیون کی وجہ سے شریک ہوجیے جو اس کانگریس کے ممبر ہین اور جنکا اہل کتاب ہونا آپ تسلیم کرتے ہین۔ مسٹر نارٹن صاحب ہائی کورٹ مدراس کے بارسٹر۔ مسٹر ڈبلو ایس کینٹر صاحب۔ پادری ڈلوڈ موہن صاحب مسٹر ہیوم صاحب سابق ممبر صدر بورڈ الہ آباد مسٹر ہاورڈ صاحب ہائی کورٹ الہ آباد کے بارسٹر مسٹر اٹکنسن صاحب اخبار ٹانگ ٹو کے ڈائرکٹر۔ مسٹر فیرلی صاحب۔ انگو نیٹڈ سروس بنک کے اجنٹ۔ مسٹر کردلی صاحب تاجر اور علاوہ انکے اور بہت سے عیسائی کانگریس کے شریک ہین۔ انکے سبب سے آپ شرکت قبول کرین۔ خیر یہ بھی نہ سہی بہت سے لائق وفائق مسلمان اس کانگریس کے شریک ممبر ہین انکے باعث سے آپ شرکت گوارا کرین۔ اگر انصاف مد نظر ہو تو البتہ ہمارے ان دلائل کا اثر ہوسکتا ہی مگر ہمارے مخالفین کے پاس سے انصاف تو عنقا ہوگیا ہے یہانتک تو یہ بیان کیا گیا کہ ہندؤن کا کفر مانع شرکت کانگریس ہوسکتا ہے یا نہین۔ اب یہ عرض کیا جاتا ہی کہ مخالفین کانگریس کیا ہین اور انکا اتباع کہانتک جائز ہی۔ مدار اسلام اسپر ہی کہ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی مین اللہ پر ایمان لایا اور اسکے فرشتون پر اور اسکی کتابون پر اور اسکے رسولون پر اور روز قیامت پر ایمان لایا مین گواہی دیتا ہون کہ بجز اللہ کے کوئی معبود نہین ہی اور مین گواہی دیتا ہون کہ محمد خدا کے بندے اور

آسکے رسول ہین فقط جبتک اسطرح اعتقاد درست نہو کوئی شخص مسلمان نہین ہوسکتا- افسوس ہے کہ بعض مخالفین کانگریس جنسے شاید مخالفت کی ابتدا ہوئی ہے ان اعتقادات سے کچھ سروکار نہین رکھتے- یہ تو مشتبہ ہے کہ اللہ کے قائل ہین یا نہین لیکن اور اعتقادات کا آن سے مفقود ہونا یقینی ہے- فرشتون کے وجود سے منکر- وحی کے قائل نہین- نبوت اور کتب آسمانی سے ابا- قیامت کے دن کا اعتقاد نہین- کلام اللہ کے معنی نئے ایجاد کیے- جناب پیغمبر آخر الزمان کی نسبت جو اہل اسلام کا عقیدہ تیرہ سو برس سے ہے وہ بالکل بدل دیا گیا پھر فرمایئے اسلام مین کیا باقی رہا — سے

گر مسلمانی ہمین است کہ حافظ دارد
وائے اگر از پے امروز بود فردائے

حضرت جس شخص کے اعتقاد کا یہ حال ہو اگر وہ خود پیشتر کبھی اتفاقاً مسلمان رہا ہو یا مسلمان کا بیٹا ہو تو اُسکو مرتد کہتے ہین اور یہ امر علماے اہل اسلام سے آپکو معلوم ہوسکتا ہے کہ مرتد کے نسبت شرعاً کیا حکم ہے اسقدر ادب کے ساتھ ہم بھی عرض کرسکتے ہین کہ بہ نسبت مرتد کے کافر کے ساتھ اختلاط بدرجہا بہتر ہے اور مرتد کا تابع بھی مثل اُسکے شمار ہوسکتا ہے سیکڑون فتوے کفر کے ارتداد کے ہوگئے مگر پھر وہ داڑھی منڈاکر کے مونچھون بڑھا دیکے مسلمان بنے رہے- اپنے آپ مین اسلام مفقود اورون کو کافر کہنے کو موجود مجھکو افسوس ہے کہ آپکا وقت عزیز اسقدر صرف ہوا اور مین آپکا بہت ممنون ہون کہ آپ نے عنایت فرماکر اسقدر اطمینان کے ساتھ میرا بیان سُنا اس خاص مسئلہ کی بابت زیادہ سمع خراشی نہ کیجائیگی اور اسکا فیصلہ اب آپکی راے پر منحصر رکھا جائیگا کہ کفر کی بحث بہ نہایت نیک نیتی پیش کی گئی ہے یا نہین-

دوسرا اعتراض مخالفین کا یہ ہے کہ اہل اسلام کی تعداد ہندوستان مین ہندوون کی بہ نسبت کم ہے لہذا اگر کونسل واضع آئین وقانون کے واسطے ممبر منجانب رعایا منتخب ہون تو تعداد اہل ہنود کی بہت زیادہ ہوگی اور چونکہ ہندو ومسلمانون مین نااتفاقی ہے لہذا کثرت راے ہمیشہ مسلمانون کے خلاف ہوا کریگی اور اسوجہ سے مسلمانون کو مضرت ہوگی- فقط- اگرچہ یہ اعتراض بھی مثل پہلے اعتراض کے بے بنیاد ہے لیکن چونکہ اسکا اثر زیادہ ہوا ہے اسواسطے مناسب ہے کہ آپ بغور توجہ فرماکر جواب آسکا سنین- دو امر بحث طلب ہین ایک یہ کہ ممبران کونسل کی تعداد اہل اسلام کا خوف کسقدر ہے- دوسرے اُس کمی تعداد کا نتیجہ کیا ہوگا جو قاعدہ کانگریس نے انتخاب کے واسطے معین کیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی مقام کے باشندے دس لاکھ ہون تو اُس مقام کے واسطے تین اشخاص بطور قائم مقام رعایا منتخب کیے جائین جنکو انگریزی مین ڈیلیگیٹ کہتے ہین (اور آیندہ اختصار کے واسطے ہم لفظ ڈیلیگیٹ استعمال کرینگے) جسقدر ڈیلیگیٹ کسی صوبہ مین منتخب ہون اُسکے ثلث ممبر سرکار مقرر کرسکتی ہے اور رعایا کے ڈیلیگیٹ اور سرکاری ممبر ملکر کونسل کے واسطے چند ممبر منتخب کرینگے جنکی تعداد ان منتخب کرنے والون کی تعداد کا تقریباً دسوان حصہ ہو- مثلاً اگر کسی صوبہ مین مثل [illegible] کے تین کرور دس لاکھ باشندے ہون تو رعایا کے ڈیلیگیٹ ۹۳ ہونگے اور ۳۱- اشخاص منجانب گورنمنٹ مقرر ہوسکینگے کہ مجموعہ ان دونون کی تعداد کا ۱۲۴ ہوا- یہ ۱۲۴- آدمی بارہ اشخاص منتخب کرینگے جو کہ صفحہ

مدراس کی کونسل واضع آئین وقانون کے ممبر ہو سکین۔ انکے ساتھ گورنر مدراس کی اگزیکیٹو کونسل یعنی کونسل
ملکی کے سب ممبر شریک ہونگے۔ اب اگر فرض کر لیا جاے کہ منجملہ بارہ اشخاص منتخب شدہ کے ہندؤن کی تعداد
نصف یا کمپونہ ادہی ہو اور باقیماندہ اشخاص مسلمان اور دیگر مذاہب کے آدمیون سے منتخب کیے جائین تو
اگرچہ مسلمانون کی تعداد بہ نسبت ہندؤن کے کم ہوگی لیکن ہندؤن کی تعداد کل ممبران کی تعداد کے نصف
کسی طرح نہین ہو سکتی لہذا ہندؤن کے موافق اور مسلمانون کے خلاف کثرت راے ہونی بعید از قیاس ہے
علاوہ اسکے گورنمنٹ کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ سواے اشخاص منتخب شدہ کے بعض ممبر اپنی طرف سے نامزد کرے
اب غور فرمائیے کہ جب سرکار کو دو اختیار حاصل ہین۔ ایک یہ کہ منتخب کرنے والون مین فیصدی ۳۳۔ آدمی
سرکار کے نامزد کیے ہوے ہون اور دوسرے یہ کہ علاوہ اشخاص منتخب شدہ کے کونسل مین چند ممبر سرکار خود
نامزد کرے تو اسکا خوف ہرگز نہین ہو سکتا کہ شرارت سے ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے آدمیون کو منتخب ہونے نہ دیگا
کیونکہ اگر کسی فرقہ کے آدمی منتخب کرنے والون مین کم ہون تو سرکار اسی فرقہ کے آدمی نیابتاً نامزد کر سکتی ہے اور اگر
اشخاص منتخب شدہ مین کسی فرقہ کے آدمیون کی تعداد کم ہو تو سرکار اسی فرقہ کے آدمیون کو کونسل مین مقرر
کر سکتی ہے پس جسقدر بحث اس بنا پر کیجاتی ہے کہ اہل اسلام کی تعداد کے لحاظ سے انکی مضرت کا احتمال ہے
وہ سب فضول ہے یہان اسقدر اور لحاظ کرنا چاہیے کہ رعایا علی العموم کونسل کے واسطے ممبر منتخب نہ کریگی بلکہ
اسکی طرف سے جو ڈیلی گیٹ مقرر ہوے ہین وہ منتخب کرینگے اور یہ ڈیلی گیٹ یقیناً تربیت یافتہ ہونگے اور جو طریقہ
تربیت آجکل جاری ہے اسکا ایک عمدہ نتیجہ یہ ہے کہ تعصب باقی نہین رہتا۔ اگرچہ ممکن ہے کہ منجملہ تربیت یافتہ
اہل ہند کے بھی بعض اشخاص مثل ہمارے مخالفین کے خود پسند یا متعصب ہون لیکن انکی تعداد بالفعل
بہت کم ہوگی یہ فرض کر لینا کہ ہندو مسلمانون کی مضرت خواہ نخواہ چاہینگے صرف بے دلیل ہی نہین ہے بلکہ
خلاف عقل ہے دونون فرقے ایک ملک کے باشندے۔ انتظام ملک کی نسبت دونون کے حقوق یکسان
پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسے قواعد جاری ہون جو ایک کے مفید ہون دوسرے کے مضر۔ عیسائی پارسی
وغیرہ اور فرقون کی تعداد بہ نسبت مسلمانون کے بھی بہت کم ہے انکو یہ خوف کیون نہین ہوتا کہ ہندو مسلمان
ملکر یا صرف ہندو اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے انکا نقصان کرینگے کیا ہندو یہ کہینگے کہ مسلمان ٹکس دین
اور قوم کے لوگ ٹکس نہ دین کیا ہندو یہ قاعدہ جاری کر دینگے کہ مسلمان ہتھیار نہ باندھین اور قوم کے سب
آدمی ہتھیار باندھین۔ رہے امور مذہبی انکی بحث مشکل سے ہوگی اور جو جماعت ایسے قواعد کی پابند ہے
جیسے کانگریس کے قواعد ہین وہ ہرگز امور مذہبی مین تعصب اور نفسانیت کو دخل نہین دیسکتے سواے اسکے
اگر ہندو نفسانیت کو دخل دین بھی تو عیسائی پارسی یہودی وغیرہ انکے شریک کیون ہونگے اور یہان
یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مختلف صوبون کے ہندو امور مذہبی مین خواہ نخواہ مسلمانون کے خلاف اتفاق
نکرینگے۔ سب جگہ ہندو مسلمانون مین تکرار نہین ہوا اور دو تین سال پیشتر ہر جگہ باہمدگر اتفاق تھا اور ہمکو
یقین ہے کہ عنقریب پھر ویسا ہی اتفاق ہو جائیگا۔ عہدہ جات سرکاری پر ہندو مسلمان سب جگہ معین ہین
ہمنے یہ نہین سنا کہ حکام دیوانی و مال و فوجداری پر یہ اعتراض کیا گیا ہو کہ محض مذہب کے اختلاف کی وجہ سے

وہ غیر مذہب اہل معاملہ کے مقدمے بگاڑ دیتے ہون۔ ہندؤن کے روبرو مسلمانون کے اور مسلمانون کے روبرو ہندؤن کے مقدمات پیش ہوتے ہین بلکہ ایسے مقدمات بھی پیش ہوتے ہین جنمین ایک فریق ہندو اور دوسرا مسلمان ہوتا ہے۔ با اینہمہ اہل مقدمہ کو یہ شکایت نہین ہوتی کہ محض اختلاف مذہب کے باعث انکا انصاف نہوا۔ غور کرنے کی یہ بات ہے کہ اگر مسلمانون کو کچھ احتمال مضرت ہو بھی تو اسکا انسداد شریک ہونے سے ہوسکتا ہے یا شریک نہونے سے ہمکو حیرت ہے کہ جو لوگ مسلمانون کے خیرخواہ بنے ہین وہ یہ کیون کہتے ہین کہ مسلمانون کے شریک کانگریس نہونے سے یہ دقت رفع ہوجائیگی عقل کا تو مقتضی یہ ہے کہ اہل اسلام شریک کانگریس ہون اور ہمیشہ اس بات کا لحاظ رکھین کہ غلطی سے یا عمداً ایسے قواعد جاری نہونے پائین جو مضر اہل اسلام ہون اور اگر مسلمان شریک کانگریس ہون اور جو اختلاف کی آفت آجکل برپا ہے وہ باقی نرہے تو ارتباط باہمی سے انمین ایسا انس پیدا ہوگا کہ جس نزاع اصل یا خیال کے سبب سے مسلمانون کی مضرت کا اندیشہ ہے وہ نزاع خود باقی نرہیگا پھر مسلمانون کی مضرت کا کیا ذکر ہے۔ دوسری بات اس مقام پر ہمارے مخالفین یہ کہتے ہین کہ چونکہ انگریزی خوان مسلمانون کی تعداد بہت کم ہے لہذا اکثر عہدہ ہاے سرکاری پر ہندو مامور ہونگے۔ بھلا عہدہ ہاے سرکاری کا اس کانگریس مین کیا ذکر ہے۔ کانگریس کے رزولیوشن آپ کے روبرو ہین انمین کہین عہدہ ہاے سرکاری کا ذکر بھی آپنے دیکھا اور اگر مان بھی لیا جاے کہ طریقہ امتحان عہدہ ہاے سرکاری سے متعلق ہوگا تو بھی ہم نہین سمجھتے کہ مسلمان ہندؤن سے کیون پیچھے رہجائینگے جب یہ دیکھا کہ ولایت جانے سے ترقی ہوسکتی ہے تو ممالک مغربی وشمالی سے اول مسلمان ولایت گئے اور بارسٹر ہوکر آئے۔ ہائی کورٹ کی ججی ضلع کی ججی عہدہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس محض لیاقت کے لحاظ سے اول مسلمانون کو ملے ہند کے مسلمان کس سے لیاقت مین کم ہین۔ ع

باغ مرا چہ حاجت سرو و صنوبر است
شمشاد سایہ پرور ما از کہ کمتر است

مسٹر بدرالدین طیب جی۔ انکے صاحبزادے جو سول سروس کے امتحان مین سب سے اول نکلے مسلمان ہی ہین ممبران سول سروس جو مدراس ممالک مغربی وشمالی وغیرہ مین مقرر ہوے۔ آنریبل مسٹر محمود بیٹھے ہین لیاقت اور استعداد مین کس سے کم ہین۔ تاہم اینکہ تعلیم انگریزی کی طرف انکو توجہ کم تھی لیکن چند سال سے توجہ بہت ہی ہر جگہ مدرسے مقرر ہوتے ہین مسلمان اپنے لڑکون کو بہ طیب خاطر انگریزی مدرسون مین بھیجتے ہین ہمکو یقین ہے کہ چند روز مین یہ کسی قوم سے پیچھے نرہینگے اور کیون نہو آخر یہ وہی قوم ہے جسنے ایک مرتبہ تمام دنیا کو ہلا دیا تھا یہ وہی عالی قوم ہے جس سے تمام یورپ نے علوم اخذ کیے ہین۔ یہ وہی باہمت قوم ہے جسکے بانی مذہب نے باوجود کمی پیروان کس جرات واستقامت ولیاقت کے ساتھ تھوڑے سے دنون مین بہت سے مقامات پر قبضہ کرلیا اور دین اسلام جاری فرمایا۔ جس زمانے مین نہ سڑک تھی نہ گھوڑون کی ڈاک تھی نہ ریل تھی نہ تار تھا بلکہ ہر جگہ کنوئین بھی نہ تھے حضرت شیر خدا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے جاکر در خیبر فتح کیا بھلا کسی کے قیاس مین آسکتا ہے کہ ایسی قوم اگر کوشش کرے تو کسی قوم سے پیچھے رہجاے لاحول ولا قوۃ

یہ باتصو وہی لوگ کر سکتے ہین جو براے نام مسلمان ہین مگر در اصل مسلمانون کے مار آستین ہین کیون جناب یہ کیا عقل کی بات ہی کہ جا بیجا کوئی شخص یہ کہتا پھرے کہ ہماری قوم بہت نالائق ہی اس سے کبھی کچھ نہوگا اور ایسی باتین لکھ کر قوم کی ہمت توڑ دے - ہر خیر خواہ قوم کو لازم ہی کہ اپنی قوم کی ہمت کو بڑھاوے - کوشش کرنے کی اور حصول لیاقت کی ترغیب دے لیکن یہان تو مضرت و منفعت سے کچھ غرض نہین ہے، غرض نفسانیت سے ہی شعر سے چاہے کچھ کہین لیکن در اصل یہ دکھانا منظور ہے کہ ہم ایسے ہین کہ تنہا اسقدر فساد برپا کر سکتے ہین مگر یہ نہین سمجھتے کہ فساد برپا کرنے کے واسطے ہمت اور لیاقت بہت درکار نہین ہے ابھی کیا ہی ابھی بہت سی باتین بناوینگے اور خوب بھکا دینگے -

بہت لوگ اپنی خوشامد دکھانے   بہت لوگ اپنی حماقت جتانے
بہت لوگ شہرت کے ڈنکے بجانے   بہت لوگ قومی مدد کے بہانے
تمھین ورغلانے کی کوشش کرینگے
تمھارے پھنسانے کی کوشش کرینگے

ان خود غرضون سے اگر ایسی حرکتین سرزد ہون تو چندان تعجب نہین ہے - ہان اگر اس ملک کے پڑھے لکھے شائستہ آدمی انکے دم مین آجائین تو البتہ جاے افسوس ہے - ملک کی ترقی کا مدار شرفاے ہند کی توجہ پر ہے - اگر جاہل کم رتبہ آدمی ایسی باتون مین آجائے تو ہوسکتا ہی شریفون کو ہرگز نہین چاہیے کہ نفاق کا بیج بوئین - ؎

کوئی اونٹ والا جو بھکے تو بھکے   کوئی اوڈیا دھنیا جو بھکے تو بھکے
کوئی کنجڑا انجڑا جو بھکے تو بھکے   قصائی کا لونڈا جو بھکے تو بھکے
شریفو تمھارا بھکنا برا ہے
تمھین پر فقط ملک کا آسرا ہے

تیسرا اعتراض مخالفین کا یہ ہی کہ کم رتبہ آدمی کونسل مین داخل ہوجائینگے اور یہ امر ہندوستان کے عالیخاندانون کو ناگوار ہوگا - پبلک سروس کمیشن کے چند اجلاس الہ آباد مین ہوے تھے اور مجکو بھی اپنا اظہار اس کمیشن کے آگے دینا پڑا تھا اور اس اظہار مین مین نے یہ کہا تھا کہ بہت کم رتبہ آدمیون کو اعلی عہدے نہین ملنے چاہیے - اکثر ممبر پرسش کرتے اور اعتراضات کا جواب دیتے دیتے مین تھک گیا وہان سے آکر جو مین نے غور کیا تو مین سمجھا کہ یہ خیال بھی برا ہے دقیانوسی خیالون مین سے ہی اور سچ ہے کہ اگر ولایت کے دھنئے جولاہے امتحان دیکر کلکٹر کمشنر ہوسکین تو ہندوستان کے کنجڑے قصائیون نے کیا قصور کیا ہی بلکہ یہان تو یہ طرہ ہی کہ جہان کسی کنجڑے قصائی نے چار حرف پڑھے بس پھر اپنا نسب نعوذ باللہ جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا لیکن یہ یاد رہے کہ اس زوال کی توقیر کانگریس کا نتیجہ نہین ہے کانگریس تو کل سے قائم ہوئی ہی اور ہندوستان کے اسفال اس سلطنت مین ہمیشہ سے اعلی عہدے پاتے رہے ہین - ایک سنار کو مین نے صدر الصدور دیکھا ہی اور مجکو خوب معلوم ہی کہ آگرہ کا ایک سقا

ڈپٹی کلکٹر تھا - ایک بڑھئی صاحب ایک بڑے انگریزی دفتر کے سر دفتر تھے - بعض لُہار بڑے بڑے دفترون مین سپرنٹنڈنٹ ہین - ریل کے دوسرے درجہ مین ایک مرتبہ چند بنگالی مین نے بیٹھے ہوے دیکھے جب اُنکا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قوم کے کولی ہین شملہ جاتے ہین - کیون صاحب - اسواسطے کہ لاٹ صاحب کے دفتر مین نوکر ہین اُنکو وہان جانے کا حکم ہوا ہے - اور کوئی پھڑکتی ہوئی نظیر سنیے گا - چماری کے ایک صاحبزادے ہائی کورٹ کے جج ہین جو چڑون کو خان بہادر کا خطاب ملا ہے - بزاز اور کتب فروش رائے بہادر اور سی ائی ای ہو گئے ہین اب فرمائیے بیچاری کانگریس کا کیا قصور ہے اور اسپر کیون اعتراض کیا جاتا ہے -

چوتھا اعتراض جو نہایت غور اور فکر سے بہت کچھ عقل اور ذہانت صرف کر کے تراشا گیا ہے یہ ہے کہ کانگریس پیش از وقت قائم کی گئی ہے یہ سمجھنا ذرا دشوار ہے کہ پیش از وقت کے کیا معنی ہین - آجکل یہ طریقہ لوگون نے اختیار کر لیا ہے کہ جو کام کرنا منظور نہوا اُسکو کہدیا کہ پیش از وقت ہے - پہلے کہا جاتا تھا کہ ہندوستانیون کو عمدہ عہدے نہ ملنے چاہئین کیونکہ یہ تمام قوم بُری ہے - انکے افعال اور اخلاق ایسے نہین ہین کہ اعلیٰ عہدے انکو دیے جائین لیکن تجربہ سے ان اعتراضات کا لغو ہونا ثابت ہو گیا اب ہندوستان کے دُشمن یہ راگ گائے جاتے ہین جو بحث ہندوستانیون کی ترقی کی پیش ہوئی کہدیا بات تو اچھی ہے مگر پیش از وقت ہے جو پوچھا کیون صاحب پیش از وقت کیون ہے اسکا وقت کب آئیگا تو صاف جواب کچھ نہ دیا - ہنسا دیا ٹال دیا ہم کانگریس کے مخالفین سے بھی با ادب التماس کرتے ہین کہ براہ مہربانی فرمائین کہ اسکا وقت کب آئیگا - اعلیٰ قسم کے مدرسے جابجا جاری ہین ہر صوبہ مین یونیورسٹی قائم ہو گئی ہے - صدہا آدمی تربیت یافتہ اور یونیورسٹیون کے خطاب یافتہ موجود ہین - ضلع کے حاکم اور سول اور سشن جج ہندوستانی ہین - ہائی کورٹ کے جج ہونے کی لیاقت خوب انہین ہے اگر انکو سرکار کونسل کا ممبر نامزد کرے تو اپنا کام نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیسکتے ہین - ابھی تھوڑے دن ہوے کہ لارڈ ڈفرن صاحب نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ "کونسل کے ہندوستانی ممبر اس لیاقت سے بحث کرتے ہین اور انگریزی ایسی خوب بولتے ہین کہ مجھے تعجب ہوتا ہے" اگر یہ سب سچ ہے تو کیا وجہ کہ کانگریس قبل از وقت تصور کیجاے - اسکا جواب صرف یہی دیا جاتا ہے کہ ابھی ہندوستانیون کو ایسی لیاقت نہین ہے کہ وہ ممبرون کے انتخاب مین غلطی نکرین اور اس کام کا تجربہ اُنکو نہین ہے - انصاف سے نہین گذرنا چاہیے - یہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ بیشک اس کام کا تجربہ ہندوستانیون کو نہین ہے اور انگلستان کے آدمیون سے یہ لیاقت مین کم ہین لیکن جسوقت یہ کام شروع کیا جائیگا اُسوقت ہر حال مین یہ اعتراض پیش ہوسکیگا اگر ہزار برس کے بعد بھی ہندوستانیون کی رعایا سرکار انگریزی سے وہ درخواست کرے جو کانگریس آجکل کرتی ہے تو اُسوقت بھی یہ کہنا بجا ہوگا کہ ہندوستانیون کو لیاقت اور تجربہ کافی حاصل نہین ہے اسواسطے کہ جبتک کوئی شخص کسی کام کو نکرے اُسوقت تک اُسکی لیاقت اور اُسکا تجربہ حاصل نہین ہوسکتا ہندوستانیون کی عدم لیاقت کے معنی یہ نہین کہ ذاتی لیاقت اُنکو نہین ہے بلکہ اُسکے معنی یہ ہین کہ چونکہ انھون نے یہ کام نہین کیا لہذا ابتدا مین اُنسے غلطیان

ضرور ہونگی۔ اس نقص کا رفع ہونا بغیر عمل کے ممکن نہین ہے لہذا جو دلیل کانگریس کے بابت از وقت ثابت کرنے کے واسطے پیش کیجاتی ہے اُس سے بجاے اسکے کہ ہمارے مخالفین کا دعویٰ ثابت ہو درخواست کانگریس کو منظور کرنے کی ضرورت مثل آفتاب نیم روز ظاہر ہوتی ہی۔ رعایا کو ممبران کونسل کے منتخب کرنے کا اختیار دیے جانے سے ایک غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ اُنکو اس کام کا تجربہ حاصل ہو جاے اور اُنکی پولٹیکل امور مین تربیت ہو اگر ہندوستان کی حالت موجودہ کا مقابلہ انگلستان کی اُسوقت کی حالت سے کیا جاے جبکہ پارلیمنٹ کی کارروائی ابتداءً وہان شروع ہوئی تھی تو صاف ظاہر ہوگا کہ جو لیاقت انگریزون کو اُسوقت تھی وہ ہندوستانیون کی لیاقت موجودہ کے مقابلہ مین کچھ بھی نہین ہے نہ اُنکو علمی لیاقت ویسی حاصل تھی جیسی اب ہندوستانیون کو حاصل ہی اور نہ تجربہ ان امور کا اُنکو تھا کیونکہ ساری دنیا مین ایسا پارلیمنٹ پیشتر کبھی نہ تھا تو تجربہ کہان سے حاصل ہوتا۔ عرصہ دراز تک اسکی ضرورت ہوئی تھی کہ شیرف جو مثل ناظر یا امین کے ایک عہدہ دار وہان ہی پارلیمنٹ کے جانے کیواسطے ممبرون کو پکڑ لائے اور ممبرون کی حاضری کے واسطے سمن جاری ہوتا تھا۔ بلکہ ۱۸۳۲ء تک پارلیمنٹ کی حالت بہت عمدہ نہ تھی۔ یعنی سنہ مذکور تک انتخاب کے قواعد پر بخوبی عمل نہوتا تھا۔ انگلستان کے امرا اور تعلقہ دار جسکو چاہتے تھے بھیجدیتے تھے اور اس قید کا خیال لحاظ نہ تھا کہ ہر ضلع اور تعلقہ سے کتنے آدمی بھیجنے چاہیے۔ ۱۸۶۷ء مین جب قانون جدید جاری ہوا اُسوقت سے البتہ انتظام اچھی طرح سے ہوگیا۔ گلیڈسٹن صاحب کے اخیر پارلیمنٹ نے جو قانون اس باب مین جاری کیا اُس سے منصب انتخاب کو اسقدر وسعت ہوگئی کہ ناخواندہ جاہل آدمی تک ووٹ دینے لگے اور اگر آپ معاف کرین تو مین یہ بھی عرض کیا چاہتا ہون کہ اس ووٹ دینے کے معاملہ مین وہان ہنوز بابِ رشوت مسدود نہین ہوا ہی اگر درخواست کانگریس منظور کر لیجاے تو یہان اُس خرابی کا عشر عشیر بھی نہو گا جو زمانہ سابق مین ولایت مین تھی۔ نتیجہ اُس سب خرابی کا انگلستان مین یہ ہوا کہ انگریزون کو تمام دنیا کی قومون مین اعلیٰ درجہ حاصل ہوگیا۔ علاوہ اسکے کانگریس یہان پارلیمنٹ مقرر کیے جانے کی درخواست کہان کرتی ہی اسکی درخواست بالفعل یہ ہی کہ کونسل ہاے واضع آئین و قانون کے ممبر رعایا کی طرف سے منتخب کیے جائین اگر فرض کیجیے کہ پچاس ساٹھ برس لیے یہان پارلیمنٹ بھی مقرر ہو تو اُسوقت تک انتخاب کے اُس طریقے سے جسکا اجرا کانگریس فی الحال چاہتی ہی پارلیمنٹ کی کارروائی کی لیاقت ہندوستانیون کو بخوبی ہو جائیگی جسقدر اختیارات قانون کی رو سے ہندوستانیون کو لارڈ رپن صاحب کے وقت سے عطا ہوے ہین اُنکا اس خوبی سے عملدرآمد ہوا ہی کہ دشمنون کو اعتراض کا موقع بہت کم ملا ہی۔ سر الفرڈ لائل صاحب کی اخیر رپورٹ میونسپل کمیٹیون کے بابت ایسی ہی کہ ہندوستانیون کو اس کہنے کی جرأت ہو سکتی ہی کہ جو دشمن شروع مین ہندوستانیون پر عدم لیاقت کا اعتراض کرتے تھے انکا منہ گویا بند ہو گیا۔ گورنمنٹ مدراس کی رپورٹ بھی بہت عمدہ ہی اور اُسمین درج ہی کہ ابتدا مین یہ خوف تھا کہ بعض محصولون کو ہندوستانی ممبر پسند نکرینگے اور موقوف کر دینگے لیکن جب خود اُنکو کام کرنے کا اختیار ملا تو اُنھون نے

وہ اصول قائم رکھے ہیں اور یہانتک ہمکو معلوم ہے لوکل بورڈون کی کارروائی پر بھی کوئی قوی اعتراض
پیش نہین کیا گیا ہے - اگر میونسپل کمیٹی اور لوکل بورڈون کی کارروائی قابل تعریف ہے تو کوئی وجہ نہین ہے
کہ کانگریس پر پیش از وقت ہونے کا اعتراض عائد کیا جاوے - انگلستان مین پہلے پارلیمنٹ قائم ہوا -
اور اسکے معقول انتظام کے بعد لوکل سلف گورنمنٹ کا قاعدہ وہان جاری کیا گیا ہندوستان مین
پہلی لوکل سلف گورنمنٹ کا قاعدہ جاری کیا گیا - اسوقت تمام ملک مین آفت سی مچگئی - ہندوستان کے
دشمن کہنے لگے کہ یہ قاعدہ جاری ہوا اور تباہی آئی ہندوستانیون کو اختیار ملا اور انھون نے سارا کام
درہم برہم کیا لیکن خداوند کریم نے بڑی عنایت کی کہ دشمنون کو شرمندہ ہونا پڑا نہین صاحب معاف فرمایئے
مین نے غلط کہا شرمندہ ہونا کیسا وہان تو شرم چھو بھی نہین گئی ہے آنکا عمل تو اس مثل پر ہے کہ قاضی جی کی
بہت مرا پایہ پر ہم نہ ہارے - اب جو دیکھا کہ جو خرابیان بیان کیجاتی تھین وہ وقوع مین نہین آئین تو جھٹ
کہنے لگے کہ یہ بات خلاف امید ظہور مین آئی - بھلا صاحب جب ایک مرتبہ تجربہ سے آپکی غلطی ثابت ہو گئی تو آپ
اسقدر اپنی راے پر اصرار کیون ہے - اس قاعدہ کو چند روز کے واسطے تو جاری ہونے دیجیے - دیکھین
آپکی راے صحیح ہے کہ ہماری - اسکا جواب کوئی کچھ نہین دیتا - وجہ ظاہر ہے منھ سے چاہین جو کچھ کہین مگر
دلمین سب سمجھتے ہین کہ یہ ہندوستانی بڑے نابکار ہین جو کام انکو سپرد ہوگا سب کرینگے اسواسطے اس
مبالغہ سے بے معنی اعتراض پیش کیے جاتے ہین - اصل تو یہ ہے کہ ایک فرقہ مخالفین کو اپنی ذاتی حکومت چھوڑنے مین
بڑا قلق ہوتا ہے - اور دوسرے فرقہ کو نفسانیت سے نجات نہین ہے ورنہ اعتراضات کی جو حقیقت ہے وہ
خوب معلوم ہے - جب دیکھا کہ انکی قلعی کھل گئی تو چند روز سے ایک اور اعتراض پیش کرنے لگے یعنی کہنے لگے
کہ معاونین کانگریس کا منشا یہ ہے کہ سرکار سے مخالفت کیجاوے - بارہ دن گھٹنا پھوٹے آنکھ - کیون صاحب
کانگریس کا وہ کون سا منشا ہے جس سے سرکار کی مخالفت پائی جاتی ہے معاونین کانگریس کے الفاظ مین
سختی نہین ہوتی - کارروائی بیجا طریقہ سے نہین کیجاتی ہے مجمع اور ہر کارروائی مین یہ سب سرکار کی
ہواخواہی کا دم بھرتے ہین جن قواعد کا اجرا چاہتے ہین وہ ایسے ہین کہ انگریز خود اسکو پسند کرتے ہین
پھر مخالفت آپ نے کہان سے نکالی - جواب تو کچھ دیا نہین جاتا آنکھین بند کرکے کہدیتے ہین کہ اصل
منشا یہ ہے کہ کل انتظام ملک ہمارے قبضہ مین آجاے اور انگریز در اصل بیدخل ہو جائین خیر صاحب
ہو جائین سو کہین زبان کسی کی پکڑی نہین جاتی - اگر کوئی دلیل پیش کرین اور انصاف سے جواب
چاہین تو کچھ عرض کیا جاوے - مگر مخالفین کو انصاف سے کیا غرض ہے - ذرا غور کا مقام ہے کہ تربیت یافتہ
ہندوستانی کانگریس مین شریک ہین - انگریزی عملداری قائم رہنے سے انکی سراسر منفعت ہے - آزادی
پریس یہ آزادی تحریر یہ مدرسے - یہ یونیورسٹی - یہ تجارت کی ترقی اور عملداری مین کہان نصیب ہوئی
دس برس کے زمانہ مین حاکم اور محکوم ایک دوسرے کا منشا سمجھنے لگے ہین اور اسوجہ سے رفتہ رفتہ میل
تا جاتا ہے - اگر عملداری بدل جائے یہ فائدہ بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا اور جو کیفیت تبدیل سلطنت کے
وقت ہوتی ہے وہ سب ہوگی - غارتگری خونریزی نفاق باہمی موقوفی زراعت - بیحرمتی ان سب

باتون مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہیگا۔ کیا تربیت یافتہ ہندوستانی ایسے نادان ہین کہ اپنا نفع نقصان بھی نہین سمجھتے۔ ہماری ملاقات کسی ایسے ہندوستانی سے نہین ہی جو یہ سمجھتا ہو کہ اس ملک کے آدمی تنہا ملک کا انتظام کر لینگے یا انگریزون کی پوری مدد بغیر غیر قومون کے حملہ سے محفوظ رہ سکینگے۔ ابتداے عملداری انگریزی سے سب سے بڑا واقعہ ۱۸۵۷ع کا تھا لیکن اس سے بھی یہ نہین ثابت ہوتا کہ ہندوستانی بحیثیت قومی کسی زمانے مین بدخواہ سرکار تھے۔ اگر ذرا بھی غور کیا جاے تو فوراً معلوم ہوگا کہ ۱۸۵۷ع کی بغاوت صرف فوج کی بغاوت تھی۔ اگر سواے اہل فوج کے اور اعلیٰ درجہ کے ہندوستانی اسمین شریک ہوے تو وہ اس قسم کے تھے جنکا ملک لارڈ ڈلہوسی صاحب کے زمانہ مین ضبط کر لیا گیا تھا یا ہندوستان کے فرمانروایان سابق کے رشتہ دار تھے۔ نانا پیشوا کا قرابت دار تھا۔ رانی جھانسی کا ملک چند روز پیشتر ضبط کر لیا گیا تھا۔ نواب باندہ بھی اسی طرح حکومت سے معزول کیا گیا تھا۔ میرے نزدیک ۱۸۵۷ع کا بلوہ لارڈ ڈلہوسی کی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ تھا ملک اودھ ضبط کر لیا گیا۔ تلنگے وہان کے رہنے والے تھے۔ بہت سی اراضی انکے قبضہ مین تھی جسقدر محصول چاہتے تھے دیتے تھے جسقدر نہین چاہتے تھے نہین دیتے تھے اس ملک کا ضبط کر لینا تلنگون کو ناگوار ہوا بغاوت کا بہانہ ڈھونڈھتے تھے کارتوس کا حیلہ ہاتھ آیا باغی ہوگئے اگر تمام قوم باغی ہوتی تو صرف بہشتی باورچی اور خاکروب تنگ کرنے کے واسطے کافی تھے۔ یہ سچ ہے کہ بہت سے بدمعاش اپنا داؤ سمجھکر لوٹ کھسوٹ کرنے لگے اور یہ بھی سچ ہے کہ ہزارون آدمیون کو بیجا اور بیجا پھانسیان لگین لیکن اصل بغاوت اور ہے اور وہ جرائم جنکی پاداش مین انکو سزائین ملین اور ہین۔ کیا آپ بھول گئے کہ ہزارون شرفا اور رؤسا ہندوستانی کو بچانے والے خیر خواہی ایام غدر خطاب ملے خلعت ملے۔ جاگیر ملی۔ حضرت یہ وہ ملک ہے کہ یہان کے آدمی ہمیشہ بادشاہ پرست رہے ہین یہ بغاوت کیا جانین۔ جن لوگون نے ۱۸۵۷ع مین بغاوت بھی کی وہ بھی آخر بادشاہ دہلی کے پاس پہونچے۔ نفس بادشاہت سے ہندوستان کے آدمی علحدہ ہو ہی نہین سکتے۔ انکا بادشاہ اچھا ہو یا برا بغاوت یہ جانتے ہی نہین کہ کیسی ہوتی ہے۔ کیا آپ مین کوئی ایسا شخص بھی ہے جو جناب ملکہ معظمہ کی وفاداری اور خیر خواہی کا دم نہ بھرتا ہو جسکے دل مین قیصرۂ ہند کا نام سنتے ہی جانفشانی اور خیر خواہی کا جوش نہ پیدا ہوتا ہو۔ نہین صاحب ایک بھی ایسا آدمی نہوگا۔ ہم ان عنایتون کو کب بھول سکتے ہین جو ہماری ملکہ معظمہ ہمارے حال پر مبذول رکھتی ہین اور یہ کچھ عجیب بات نہین ہے۔ جو الطاف مادرانہ جناب ملکہ معظمہ اپنی رعایا پر فرماتی ہین وہ ایسے ہین کہ رعایا کے دل پر جو اثر ہو وہ تھوڑا ہے۔ ابھی تھوڑے دن ہوے کہ حضور شاہزادہ ولیعہد یہان تشریف لائے تھے۔ قیام ہندوستان کے زمانہ مین اور مراجعت انگلستان کے بعد جو راے انھون نے ہندوستان اور ہندوستانیون کی نسبت ظاہر کی وہ سب کو معلوم ہے۔ ایسے بادشاہ کی مخالفت رعایا کے ذہن مین کب آسکتی ہے اور تو مین کیا کہون جو لوگ مخالفت سرکار کا الزام ہمپر لگاتے ہین انسے عذر ہے مخالفین کے اعتراضات کا خزانہ اب خالی ہوگیا۔ اب کوئی اعتراض باقی نہین رہا جسکا جواب دیا جاے۔ کانگریس کے ہمدردون کو اس مخالفت سے بجاے رنج کے خوشی کا موقع ہے۔ اول تو اس مخالفت سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کانگریس مین کچھ نقص نہین ہے کیونکہ جسقدر

اعتراضات ایسے ہی مخالفین کے ذہن میں آئے انکے پیش کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا اگر اور کوئی اعتراض ہو سکتا تو ہمارے دشمن درگذر نکرتے جو اعتراضات وہ پیش کرتے ہین انکی کیفیت آپ سن چکے - اعتراضات کا ضعف عمدگی کانگریس کو ثابت کرتا ہے - دوسرے اس مخالفت کی وجہ سے اس ملک کے آدمی مقاصد کانگریس سے ایسے واقف ہو گئے کہ بغیر اس مخالفت کے موجودہ زمانہ میں کبھی اسقدر واقفیت کی امید نہ تھی - یہ سچ ہے - کہ مخالفین نے طریقہ نامحمود اختیار کیا ہے لیکن اس سے ہماری بہت مضرت نہین ہے انکی قلعی کھل گئی اور رہا سہا پردہ بھی تھوڑے دن مین اٹھ جائیگا اسوقت ہندو مسلمان آپس مین پھر شیر و شکر ہو جائینگے چند روز کے واسطے جسقدر بدنامی چاہیے کوئی حاصل کرلے اس ملک کے آدمی اپنا نفع نقصان ضرور سمجھینگے اور آخرکار منافقین ہی شرمندہ ہونگے -

میان دو کس جنگ چون آتش ست — سخن چین بدبخت ہیزم کش ست
کنند این و آن خوش دگر بارہ دل — وے اندر میان کور بخت و خجل

اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے کہ ہمکو کامیابی کی امید کسقدر ہو سکتی ہے - کانگریس کی کامیابی دو امر پر موقوف ہے ایک اسکے معاونین کی کوشش پر دوسرے اہل ولایت اور سرکار کی راے پر - اسمین کوئی شک نہین ہے کہ معاونین کانگریس حتی الوسع ہر طرح سے برابر کوشش کرتے ہین - تمام ہندوستان چند حصون مین تقسیم کیا گیا ہے - ہر حصہ کے واسطے ایک کمیٹی معین ہے جسکا نام سٹینڈنگ کانگریس کمیٹی ہے - اس کمیٹی کا تقرر ہر سال ہوتا ہے اور سال بھر تک جملہ امور متعلقہ کانگریس کا اہتمام و انتظام اسکے سپرد رہتا ہے - سال کے آخر مین جو کانگریس ہوتی ہے اسکے واسطے رعایا کے جلسے اس کمیٹی کے ذریعہ ہوتے ہین اور ڈیلیگیٹ منتخب کیے جاتے ہین - جس جزو ہندوستان کے واسطے ایک سٹینڈنگ کانگریس کمیٹی مقرر ہے اسکی تقسیم پھر چھوٹے چھوٹے حصون پر کی گئی ہے اور ایسے ہر حصہ کو اختیار دیا گیا ہے کہ چند ڈیلیگیٹ منتخب کرے اور تعداد انکی اس حصہ کی آبادی کے حساب سے معین کی گئی ہے جس مقام پر کانگریس جمع ہوتی ہے اس مقام کے اسٹینڈنگ کانگریس کمیٹی اخراجات کانگریس کے واسطے چندہ جمع کرتی ہے اگرچہ اور کامون کے واسطے چندہ وصول کرنے مین بہت دقت ہوتی ہے لیکن کانگریس کیواسطے چندان دقت نہین ہوتی - ایسے بہت کم آدمی ہونگے جو اپنی حیثیت کے موافق کانگریس کے واسطے خوشی سے چندہ نہ دین - کانگریس کے اغراض و مقاصد رعایا کو سمجھانے کی نظر سے چھوٹی چھوٹی کتابین تالیف ہوئی ہین اور انکے ترجمہ ملک کے اکثر زبانون مین کرائے گئے ہین - یہ سب چھپوا کر کثرت سے ہر سال تقسیم کیے جاتے ہین - جابجا مناسب موقع پر جلسے منعقد ہوتے ہین اور ان جلسون مین معاونین کانگریس مین سے ایک شخص یا زیادہ اشخاص منافع کانگریس کے بیان کرنیکے واسطے اور دلائل مخالفین کانگریس کی تردید کے واسطے تقریر کرتے ہین - اگر ضرورت ہوتی ہے تو وہ تقریر چھپوا کر تقسیم ہوتی ہے ایسے بہت سے معاونین کانگریس ہین جو اپنے ذاتی کام کا حرج کرکے کانگریس کا کام کرتے ہین اسکا ہمکو کرنے کے واسطے اور دفترون مین تنخواہ دیجاتی ہے اسکا جزو کثیر کانگریس کے دفتر مین بغیر صرف کے ہوتا ہے اور ہر شخص

اپنا کام بڑی خوشی سے کرتا ہے جو کانگریس مدراس مین جمع ہوئی تھی اُسمین تیس ہزار روپیہ کے قریب صرف ہوا تھا اور باشندگان صوبہ مدراس نے خوشی سے اسقدر چندہ دیا علاوہ اسکے بہت سا روپیہ ڈیلیگیٹون کی آمد و رفت مین اور رپورٹ کے مشتہر کرنے مین صرف ہوا جسکی صحیح تعداد معلوم نہین ہوسکتی مگر اسقدر معلوم ہے کہ زر خطیر اسمین صرف ہوا۔ اکثر ہندوستان مین ایسا دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی کام کا شوق ہوا تو لوگون کو چند روز اُسمین توجہ رہی بعد ازان اُنکا جوش جاتا رہا لیکن شروع کانگریس سے آجتک اسکے مدد کے واسطے لوگون کی ہمت مین کمی نہین ہوئی بلکہ روز بروز ترقی ہے اور اسکے شرکا اور معاونین کی تعداد زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ علاوہ اسکے یہ بھی کوشش بخوبی کیجاتی ہے کہ ولایت کے عمائد اور حکام اور اخبار نویسون کو اغراض و مقاصد کانگریس سے واقفیت کافی حاصل ہوجاوے اور اس امر سے بخوبی اطلاع ہو کہ اہل ہند جو اچھے پڑھے لکھے ہین انتظام حال سے راضی نہین ہین بلکہ اُس طریقہ کے اجرا پر اصرار کرتے ہین جسکی استدعا کانگریس کی جانب سے کیجاتی ہے اور اس غرض سے کچھ آدمی ہر سال ولایت بھیجے جاتے ہین اور کانگریس کی رپورٹ وہان شائع کیجاتی ہے۔ جو کانگریس کلکتہ مین جمع ہوئی تھی اُسکی رپورٹ کی پانچ ہزار جلدین اور مدراس کی کانگریس کی دس ہزار جلدین ولایت مین تقسیم ہوئین اور امسال مسٹر ڈبلیو سی بانرجی بیرسٹر کلکتہ سے اور مسٹر دادابھائی نوروزجی بمبئی سے ولایت تشریف لیگئے ہین پس یہ کہنا غلط نہین ہے کہ معاون کانگریس حتی الوسع خوب کوشش کرتے ہین۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ اہل ولایت اور ہماری سرکار سے درخواست کانگریس کی منظوری کی کسقدر توقع ہوسکتی ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ولایت کے کئی عمدہ اخبار کانگریس کے جانبدار ہین۔

اور ولایت مین جو اثر اخبارون کی تحریرات کا ہوتا ہے اور کسی چیز کا نہین ہوتا۔ بہت سے امرا و دیگر عمائد ولایت ہمارے جانب ہین بہت سے ممبران پارلیمنٹ کی راے کانگریس کے موافق ہے۔ سر ولیم ویڈربرن اور سر چارلس ٹرنر سے آپ خوب واقف ہونگے۔ پہلے صاحب گورنر جنرل کی کونسل وضع آئین و قوانین کے ممبر تھے اور ٹرنر صاحب ہائیکورٹ الہ آباد کے جج اور ہائیکورٹ مدراس کے چیف جسٹس تھے اور اب سکرٹری آف اسٹیٹ ہند کی کونسل کے ممبر ہین۔ ان دونون صاحبون نے جو تقریرین بمقام لندن نیشنل انڈین ایسوسی ایشن کے جلسہ سالانہ مین کی تھین اُنسے صاف واضح ہوتا ہے کہ اُنکی راے کانگریس کے موافق ہے نواب گورنر جنرل بہادر نے بمقام کلکتہ اور گورنر مدراس نے بمقام مدراس ممبران کانگریس کے واسطے ایوان گورنری مین جلسہ کیا اور سب کو بلایا اور سب سے بشاشت کے ساتھ ملے اور بلحاظ اغراض و مقاصد کانگریس کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی۔ نواب گورنر جنرل کو جب بمقام کلکتہ اڈریس دیگئی تو جناب ممدوح نے اپنی اسپیچ مین فرمایا کہ ہم آپ سب سے خواہ وہ اہل یورپ ہون یا اہل ہند بجز اسکے اور کیا کہہ سکتے ہین کہ آپ اور جو چاہین سو کرین لیکن اتفاق و اتحاد کے ساتھ آپسمین دوستانہ سلوک کرین تقدیر سے دونون قومون کی آپسکی حالت یکجائی کی ہے کہ اُنکا نفع و نقصان یکسان ہے اور ہر ایک قوم کا کام بغیر دوسری قوم کی معاونت کے نہین چل سکتا ہے۔ پھر مین کہتا ہون کہ آپکو چاہیے کہ بطیب خاطر ایک دوسرے کی دوستانہ مدد کیجیے مجکو یہ

کہنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ بجائے اسکے کہ ہندوؤن اور مسلمانون مین۔ اہل ولایت اور اہل ہند مین باہم
علیحدگی رہی اور مذہبی اور قومی نااتفاقی پیدا ہو مجکو یہ زیادہ پسند ہے کہ ہندو اور مسلمان اہل ولایت
اور اہل ہند باہم متفق ہو کر کارروائی سرکار کی حسن و قبح کی نسبت رائے ظاہر کرین۔ آپ کو چاہیے
کہ اپنے اغراض کے حاصل کرنے کے واسطے جسپر کوئی شخص اعتراض نہین کرسکتا احتیاط اور نرمی کے ساتھ
کوشش کرین اور اپنے ملک کے حالات خاص کا ضرور لحاظ رکھین،،۔

غور کیجیے کہ اس سے زیادہ قائم مقام ملکہ معظمہ کیا فرما سکتے تھے۔ اسوقت مجکو یہ کہنے کا موقع ہے کہ اگر
ادھر ممالک مغربی و شمالی کے حکام کی مخالفت کا خوف بھی آپکو ہوتا ہے تو زیادہ تر لحاظ کے قابل
نواب گورنر جنرل اور گورنر مدراس کی رائے اور کارروائی ہے اور یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ آجکل
سر الفرڈ لائیل صاحب جو پیشتر یہان لفٹنٹ گورنر تھے کونسل سکرٹری آف اسٹیٹ کے ممبر ہین ابتدائے
عملداری سرکار سے آجتک وقتاً فوقتاً ایسے طریقے نافذ کیے گئے جنسے ہندوستان اور ہندوستانیون کی
بہبود اور ترقی ہوا اور اہل ہند بہ نسبت سابق زیادہ تر انتظام ملک مین شامل کیے جائین ۱۸۳۳ع کے
قانون کی رو سے عہدہ ڈپٹی کلکٹری وغیرہ ہندوستانیون کے واسطے قائم کیے گئے اور اسی طرح انکو منصفیان
اور صدر الصدوریان ملنے لگین اب بعض ہندوستانی ضلع کے جج اور ضلع کے مجسٹریٹ اور جنٹ مجسٹریٹ
ہین ۱۸۶۱ع یا ۱۸۶۲ع مین ولایت کی پارلیمنٹ نے ایسا قانون جاری کیا جسکی رو سے ہندوستانی
ہائی کورٹ کے جج اور کونسل کے ممبر ہوسکتے ہین چنانچہ اسوقت پانچ ہندوستانی مختلف ہائی کورٹون کے
جج ہین اور ممبران کونسل کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے لارڈ رپن صاحب کے وقت مین جو حقوق
رعایا کو عطا ہوئے انسے آپ خوب واقف ہین انکے بیان کی ضرورت نہین الغرض آجتک ہماری گورنمنٹ
نے ہمارے ساتھ یہ رعایت کی ہے تو کوئی وجہ اس گمان کی نہین ہے کہ درخواست کانگریس نامنظور کیجائیگی
قوم انگریز وہ قوم ہے کہ آزادی انکی جبلت مین داخل ہے جس عالی ہمت قوم نے ہمیشہ قومی منفعت
کو ذاتی نفع پر ترجیح دی۔ جس عالی ہمت قوم کے سبب سے تمام دنیا کے غلام آزاد ہوگئے وہ عالی ہمت
قوم ضرور ہماری درخواست پر اچھی طرح لحاظ کریگی اور ہمکو حبشی غلامون سے کم نہ سمجھیگی۔ ہماری قیصرہ
عالیجاہ جنکی شفقت مادرانہ رعایا کے حال پر تمام عالم مین ضرب المثل ہے ضرور ہماری حالت پر نظر رحمت
مبذول فرمائینگی اور جناب شاہزادہ ولیعہد جو بفضل الٰہی ہمارے آیندہ قیصر ہونگے ہمیشہ سے ہماری
فلاح اور رفاہ بدل چاہتے ہین حضور ممدوح نے جب ہندوستان مین آئے تھے تو کیسی شفقت ہمارے
حال پر ظاہر کی تھی اور جبسے پھر ولایت مراجعت فرمائی ہے اسوقت سے کسقدر توجہ ہماری بہبود کی
جانب فرمارہے ہین۔ یہ سب باتین ایسی نہین ہین کہ کوئی ذرا بھی بے دل ہو بلکہ خدا کا شکر ہے کہ ایسی
قوم کے ہم مطیع ہین جو بلحاظ قوت انصاف اور آزادی کو اپنے خاصہ طبعی کی وجہ سے پسند کرتی ہے
ممالک متحدہ انگلستان مین کوئی بلا[illegible] ہندوستان کے ہم پلہ نہین ہے اور مجکو یقین ہے کہ وہ دن نہین
[illegible] افغانستان [illegible] درخواست کانگریس [illegible] منظور [illegible] دیکھیگی کہ انصاف اسکے [illegible]

حکومت کی ترقی اسطرح کرتے ہین - حکومت کا شکر حقیقی اسطرح بجا لاتے ہین -
عہد کی اصول و مقاصد کانگریس - بے بنیادی اعتراضات مخالفین اور کامیابی کانگریس کی
امید قوی ہم ثابت کر چکے اب صرف یہ باقی ہے کہ اپنی تقریر کو جناب حضور قیصرہ عالیجاہ ہندوستان
اور جناب شاہزادہ والا تبار ولیعہد اور اپنے وطن عزیز کی دعا پر ختم کرین —

جناب قیصرہ کے حق مین ہماری یہ دعا ہے —

سر ہی آراے گردون جبتک سلطان خاور ہو   قمر دستور اعظم صدر اعلی سعد اکبر ہو
عطارد میر منشی زہرہ ناظر آسمان پر تمہ   زحل میر عمارت ترک گردون میر لشکر ہو
مہ ہفت آسمان جبتک کہ دور ہفت اختر ہو
ہماری قیصرہ فرمانروا ے ہفت کشور ہو

جناب پرنس آف ویلس کے حق مین ہماری یہ دعا ہے —

بخار ارض سے تا ابر ہوا اور ابر سے پانی   رواں پانی سے تا دریا ہوا اور دریا کو طغیانی
زمین مین تا ہو کان اور کان مین ہو جوہر کانی   ہے جوہر ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جوہر دار مین نصرت کا جوہر ہو
ترے قبضہ مین بحر و بر گہر ہو کان پُر زر ہو

مالک ہند کے حق مین یہ دعا ہے —

چمکے ستارہ ملک کا جلدی سے یا علیؑ   ہو بول بالا ملک کا جلدی سے یا علیؑ
رحمت خدا کی آپ پہ ہو اور آپ سے   ہوئے سہارا ملک کا جلدی سے یا علیؑ

قبل اسکے کہ مین بیٹھ جاؤن اسقدر عرض کرنا اور مناسب ہے کہ ہمارے مسلمان احباب اُن دو
سورتوں کی آجکل زیادہ تلاوت فرمائین جنکا نام معوذتین ہے تا کہ عقدہ کشائی ہو - جو اشخاص
ان صورتوں کی شان نزول سے واقف ہین وہ جانتے ہین کہ آنکے نزول کے وقت فتنہ انسانی کے
رفع کرنے کی ضرورت تھی اور اسی واسطے خداوند عالم نے اپنے حبیب کو استعاذہ کا حکم دیا -

رزولیوشن کہ جو اول قومی کانگرس مین بتاریخ ۲۸-۲۹-۳۰-دسمبر ۱۸۸۵ء بمقام بمبئی پاس ہوا
جسمین وکلا و کلکتہ-مدراس-بمبئی-پونا-الہ آباد-لاہور-لکھنؤ-آگرہ-بنارس-احمد آباد-کراچی-سورت
ویزاگاپٹم-گنجام-مسولی پٹم-چنگل پٹ-تانجور-کومباکونم-مدورا-ٹناولی-کوئمبتور-کڈاپا-اننت پور-
بلاری-انبالہ سے شامل تھے -

رزولیوشن

۱- مسٹر جی سبرمنیا ایر (مدراس) نے تجویز اور مسٹر فیروزشاہ میٹھا (بمبئی) نے تائید اور مسٹر نرندرو ناتھ سین (کلکتہ) نے تائید ثانی کی کہ یہ کانگرس بدل سفارش کرتی ہے کہ جب وعدہ واسطے تحقیقات انتظام ہند کے جو انتظام کہ خود ہندوستان مین ہوتا ہے اور نیز جو انگلستان سے ہوتا ہے ایک رائل کمیشن مقرر ہو جسمین اہل ہند بھی بتعداد مناسب شریک ہون اور وہ کمیشن ہندوستان اور انگلستان مین دونون جگہ شہادت لے -

۲- مسٹر ایس ایچ چپلانکر (پونا) نے تجویز و مسٹر امندا چارلو (مدراس) نے تائید و مسٹر گھوشال (الہ آباد) نے تائید ثانی کی - اس کانگریس کی راے مین دیگر اصلاحات کے لیے ضرور ہے کہ پہلے موجودہ انڈیا کونسل شکست کر دیجاے

۳- آنریبل کے ٹی تلانگ سی آئی ای (بمبئی) نے تجویز و آنریبل ایس سبرمنیا ایر (مدراس) نے تائید و آنریبل دادا بھائی نوروجی (بمبئی) نے تائید ثانی کی کہ اس کانگریس کی راے مین جلسہ واضعان قانون ہند اور مختلف صوبجات کی قانونی کونسلون کے ذریعہ سے بہت سے منتخب شدہ ممبرون کی اصلاح اور وسعت نہایت ضرور ہے اور اسی طرح ممالک مغربی و شمالی اور اودھا اور پنجاب مین بھی کونسلین قائم ہون کل بجٹ ان کونسلون مین واسطے غور کے پیش ہون - اور ان کونسلون کو اختیار دیا جاے کہ انکے ممبر گورنمنٹ انتظامی سے ہر ایک صیغہ کے انتظام کے نسبت استفسار کرسکین اور ولایت کے ہوس آف کامنز مین ایک مستقل کمیٹی قائم ہو جو ایسی کونسلون کی کثرت راے سے تحریر شدہ عذرات پر غور کرے جب کبھی کہ گورنمنٹ انتظامی اپنے اختیار سے کونسل کی کثرت راے سے فیصلہ کے خلاف کرے -

۴- آنریبل دادا بھائی نوروجی (بمبئی) نے تجویز اور مسٹر ویرا رگھوا چاریار (مدراس) نے تائید اور مسٹر ڈبلی ایس ھوایٹ (مدراس) نے تائید ثانی کی کہ اس کانگریس کی راے مین جو امتحانات مقابلہ کہ بالفعل ولایت مین ہوتے ہین بموجب راے انڈیا آفس کمیٹی سنہ ۱۸۶۰ء کے انگلستان اور ہندوستان مین ایک ہی وقت مین ہوا کرین اور دونون جگہ حتی الوسع امتحان ایک ہی قسم کے ہون اور دونون جگہ کے کامیاب طلبہ کے نام ایک ہی فہرست مین بہ ترتیب لیاقت شائع کیے جائین اور طلبا کہ ہندوستان مین کامیاب ہون وہ اور زیادہ تعلیم کے واسطے ولایت بھیجے جائین اور وہان حسب ضرورت انکا اور زیادہ امتحان لیا جاے - کم درجہ کے عہدون کے سوا اور باقی عہدون پر جو لوگ پہلے مقرر ہون ان سب کا امتحان مقابلہ ہندوستان مین ہوا کرے اور جن صفات کی نسبت کہ گورنمنٹ بلحاظ چال چلن اور صحت اور علم و اخلاق وغیرہ کے مفید سمجھے وہ امتحانات مین مشروط کر دیجائین - سکرٹری امتحان سول سروس کے واسطے عمر کم سے کم ۲۳ سال کی مقرر ہو جاے -

۵- مسٹر رنگیا نائیڈو (مدراس) نے تجویز اور مسٹر انڈال جی واچہ (بمبئی) نے تائید اور مسٹر دیا رام
جیٹھمل (کراچی) نے تائید ثانی کی کہ اس کانگریس کی رائے میں ملک کے فوجی اخراجات کا اضافہ
غیر ضروری ہے اور ملک کی آمدنی اور اسکی پیداوار کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے۔

۶- مسٹر جے یو یاجنک (بمبئی) نے تجویز اور سوامی ناتھا ایر (تانجور) نے تائید اور راو صاحب
ایس وینکٹ سبو رایدو پانٹولو (مسولی پٹم) نے تائید ثانی کی کہ اس کانگریس کی رائے میں
فوجی اخراجات کی زیادتی تخفیف مصارف سے پوری کر لی جائے اگر یہ نہ ہو تو محصول ہٹ
پھر جاری ہو۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو اور خواہ مخواہ لیسنس ٹیکس ہی کی بلا نازل ہو تو ان لوگوں کو
الگ کیا جاوے جو بہت مفلس ہوں اور آمدنی انکی دیگر اقسام کے ٹیکس سے بھی بری ہو عام اس سے
کہ وہ ملازم ہوں یا غیر ملازم۔ اور اسقدر قلیل ٹیکس مقرر ہو جو آسانی سے دیا جا سکے۔ ایسے ہر گروہ
واسطے ایک ایسی تعداد مناسب تجویز ہو کہ جس سے کم آمدنی والے جنکی آمدنی انکے خرچ سے زیادہ
نہیں ہے اس ٹیکس کی بلا سے سخت سے محفوظ رہیں۔ اس کانگریس کی یہ بھی رائے ہے کہ ہندوستان
کے قرضہ کی برطانیہ اعظم شاہی ذمہ داری کرے۔

۷- مسٹر ایچ مہتہ (بمبئی) نے تجویز اور راو بہادر کرشنا جی ٹلک (پونا) نے تائید کی کہ اس
کانگریس کو الحاق شمالی برہما نہایت ناپسند ہے اگر بدقسمتی سے الحاق برہما طے ہو گیا تو کل ملک
برہما ملک ہندوستان کے نواب وائسرائے کی حکومت سے علیحدہ رکھا جاوے۔ مثل سیلون
یعنی لنکا کے ایک شاہی نو آباد تحت حکومت انگلستان رہے اور اس ملک کی گورنمنٹ سے
کوئی تعلق نہ رہے۔

۸- مسٹر مرلی دھر (انبالہ) نے تجویز اور مسٹر ایچ ایچ دھروا (سورت) نے تائید کی کہ جو رزولیوشن
اس کانگریس میں پاس ہوئے ہیں ہر ایک صوبہ کی پولیٹکل جلسوں میں بھیجے جائیں اور اُن
جلسوں سے درخواست کی جائے کہ اپنے اپنے صوبوں کے متعلق پولیٹکل جلسوں اور جماعتوں کے
ذریعہ سے اپنے طور پر جیسا مناسب معلوم ہووے ان امور کی تکمیل میں فکر اور کوشش
کریں جنکا ذکر رزولیوشنوں میں ہے۔

۹- مسٹر اسنا وسوم (بنگال) نے تجویز اور ناٹیل ایس سبرمنیا آیر (مدراس) نے تائید کی کہ آئندہ
نیشنل کانگریس کا اجلاس سال آئندہ کلکتہ میں ۲۸- دسمبر ۱۸۸۶ء روز شنبہ سے شروع ہو
۱۸۸۶ء میں پچھلے کانگریس کی تجاویز پر جو پھر غور اور بحث و مباحثہ ہوا اور تمام سلطنت کی
صوبے زائد ملکی انجمنوں اور ہر ایک مقام پر تمام جلسوں نے تمام اتفاق کیے یہ پیدا ہو
طور لیا اب یہ خیال بلا وجہ ہو گا کہ وہ ہندوستان کی ہوشیار جماعت کے ایک کثیر
تعداد کی رائے کا نقشہ نہیں ہیں۔

رزولیوشن کہ جو دوسری انڈین نیشنل کانگریس منعقدہ کلکتہ - مدراس - بمبئی - پونا - الہ آباد - لاہور - لکھنؤ - آگرہ - بنارس - احمد آباد - کراچی - سورت - ویزاگپٹم - گنجام - مسولی پٹم - جنگل پیٹ - بلاری - تانجور - کمباکونم - ٹیوالٹا - ول - کمبا - ٹوریا - انت پور - کڈاپا - اسبالا وغیرہ شہر یک تھے پاس ہوئے اور جو کلکتہ میں ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ دسمبر ۱۸۸۶ء کو جمع ہوئی تھی

رزولیوشن اول - حسب تجویز مسٹر مہتہ انند مہاری ایل (بمبئی) و تائید لالہ مرلی دھر (انبالہ) تائید ثانی مسٹر جی سبرمینا آیار (مدراس) کے خوشی کے نعرہ کے ساتھ منظور کیا گیا - تجویز ہوئی کہ مختلف حصص ملک کے وکلا کی کانگریس عجز کے ساتھ اپنے وفادارانہ اور فرض کے موافق مبارکباد حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہندوستان اقبالہا کو انکے اس عہد نصف صدی کے پرشان و شوکت و بافائدہ بخش حکومت کے قریب اختتام پہونچنے پر دیتی ہے اور صدق دل سے چاہتی ہے کہ حضور ممدوحہ کو ابھی بہت بہت خوشی کے سال اس انگریزی وسیع شہنشاہیت پر حکومت کرنے ملیں۔

رزولیوشن نمبر ۲ - حسب تجویز مسٹر دنشاہ اڈیل جی واچا (بمبئی) اور تائید آنریبل ایس سبرمینا آیار (مدراس) و تائید ثانی پنڈت بیرن ناتھ (لکھنؤ) ایک بہت بڑی کثرت رائے کے ساتھ پاس ہوا - کانگریس دلی ہمدردی کے ساتھ خیال کرتی اور بہت افسوس و خوف کے ساتھ بڑھتی ہوئی غربت وسیع آبادی ملک پر نظر کرتی ہے اور اگرچہ اس سے واقف ہے کہ گورنمنٹ اس معاملہ سے چشم پوشی نہیں کرتی ہے اور چند تدابیر سوچ رہی ہے اب اپنے مقصود خیال کو قلمبند کیا چاہتی ہے کہ ریپریزنٹیو انسٹیٹیوشنوں (پنچایتی حکومت) کا ایک بہت بڑا حصہ باشندگان ملک کی حالت سدھارنے میں عملی تدابیر سے ثابت ہوگی۔

رزولیوشن نمبر ۳ - حسب تجویز راجہ گنج لال بنرجی بہادر (کلکتہ) و تائید مسٹر پی آنند چارلو (مدراس) و تائید ثانی مسٹر کیشو مرلی کنتھر (بمبئی) باتفاق رائے پاس ہوا۔ یہ کانگریس نمبر تیسرے رزولیوشن کانگریس ۱۸۸۵ء کی تصدیق ثانی کرتی ہے اور صاف طور پر اپنا یقین ظاہر کرتی ہے کہ وسعت مجالس واضعان قانون گورنر جنرل و مقامی کونسل جیسا کہ تجویز ظاہر کیا گیا ہے ہندوستان و انگلستان دونوں کے فوائد و بہتری کے واسطے ضروری ہو گئی ہے۔

رزولیوشن نمبر ۴ - حسب تجویز مسٹر سریندرناتھ بنرجی (کلکتہ) تائید مسٹر این جی چندرا واکر (بمبئی) و تائید ثانی مسٹر شرف الدین (بہار) بلا ایک مخالف رائے کے پاس ہوا - اس کانگریس کی یہ رائے ہے کہ اس ضروری اصلاح کو عملی طور پر پورا کرنے کے وقت اصول تجاویز ذیل پر پوری تحقیقات مسئلہ قابل ترمیم گورنمنٹ کو جو مناسب معلوم ہو غور کریگی۔

اول تعداد ممبران کونسل واضعان قانون گورنر جنرل مقامی بڑھا دیجائے - نصف سے زیادہ ممبران وسیع کونسلوں کے منتخب شدہ ہوں - دوم نصف سے زیادہ سرکاری ملازم ان کونسلوں میں نہوں - اور چہارم سے زیادہ ممبر سرکاری یا غیر سرکاری گورنمنٹ کی جانب سے نامزد ہو سکیں - حق انتخاب ممبران مقامی کونسلوں کا صرف انہیں لوگوں کو نہ دیا جاویگا کہ جو عقلمندی اور آزادی کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھا سکیں - بنگال و بمبئی میں مثلاً ڈسٹرکٹ بورڈوں جلسہ تجاران اور یونیورسٹیوں کے ممبر کونسل میں منتخب کریں - یا ایک الکٹورل نیا بنایا جاوے کہ

رزولیوشن نمبر ۱۰ — حسب تجویز مسٹر [illegible] (کلکتہ) و تائید مسٹر [illegible] (ایلاہی) و تائید ثانی [illegible]
پاس منظور ہوا) اس کانگریس کی راے میں ایک دفعہ [illegible] قانون [illegible] میں ملزم کو اختیار ہوتا ہے کہ عدالت
سیشن ڈویژن کے روبرو درخواست سماعت مقدمہ کرے [illegible] ہندوستانی ضابطہ فوجداری [illegible] شامل کیا جاوے کہ جس سے
ملزم کو اختیار رہے کہ سنگین مقدمات میں اسکا مقدمہ بجاے مجسٹریٹ کے روبرو ہونے کے عدالت سیشن میں پیش ہو۔

رزولیوشن نمبر ۱۱ — حسب تجویز مسٹر [illegible] (بمبئی) و تائید منشی کاشی پرشاد (الہ آباد) و تائید ثانی بابو [illegible] (لکھنؤ) کثرت
راے کے ساتھ پاس ہوا یہ کانگریس اس عام خیال کی تائید کرتی ہے کہ انتظامی و جوڈیشل فرائض حکام کی علیحدگی کسی
حالت میں ایک حاکم میں دو قسم کے فرائض نہ ہوں [illegible] بہت ہی ضروری ہے اور اسکی راے میں گورنمنٹ کا [illegible] ہو کہ یہ
علیحدگی بلا کسی دیر کے عمل میں لاوے گو چند صوبجات میں اس تجویز سے زیادہ خرچ ہی کیوں نہ پڑے۔

رزولیوشن نمبر ۱۲ — حسب تجویز راجہ رامپال سنگھ (اودھ) و تائید [illegible] (کلکتہ) اتفاق راے سے پاس ہوا [illegible]
[illegible] خراب حالت اور باشندگان ملک کی [illegible] جو [illegible] گورنمنٹ [illegible]
[illegible] کانگریس [illegible]
ملک کو [illegible] نامنظور [illegible] گورنمنٹ کی امداد [illegible]

رزولیوشن نمبر ۱۳ — حسب تجویز [illegible] (کلکتہ) و تائید مسٹر [illegible] (کلکتہ) اتفاق راے سے پاس ہوا [illegible]
ایک اسٹینڈنگ کمیٹی [illegible] مقرر کیا جاوے۔

رزولیوشن نمبر ۱۴ — حسب تجویز مسٹر [illegible] (پنجاب) و تائید [illegible] ایس سبرامنیا آیر (مدراس) [illegible] منظور ہوا
یہ کہ تیسری انڈین نیشنل کانگریس ۲۷ دسمبر [illegible] کو مدراس میں جمع ہو۔

رزولیوشن نمبر ۱۵ — حسب تجویز مسٹر [illegible] (مدراس) و تائید مسٹر سہراب جی فرامجی [illegible] (بمبئی) کثرت راے سے
منظور ہوا — یہ کہ ان رزولیوشنوں کی کاپیاں [illegible] وائسراے کے پاس باجلاس کونسل ان [illegible] کے
ساتھ بھیجی جاویں کہ وہ اول رزولیوشن حضور ملکہ معظمہ کے حضور میں اور باقی سکرٹری اسٹیٹ کے
روبرو پیش کردیں اور خود [illegible] ان کے [illegible] غور و لحاظ فرماویں۔

دستخط — مسٹر دادا بھائی نوروجی
پریسیڈنٹ دوسری انڈین نیشنل کانگریس

زیادہ وسعت سے کام لیا جاے —

سراس رام سوامی مڈلیر بی آے بی ایل ساکن مدراس نے اس رزولیوشن کی تحریک اور مسٹر عبدالرحمن ساکن مدراس نے اسکی تائید کی اور شیخ قادر بخش ساکن اودھ نے انکے احکام مین تقریر کی اور وہ اتفاق کُل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا —

رزولیوشن ہشتم — یہ راے قرار پائی کہ بلحاظ وفاداری رعایا ہند اور ان سختیون کے جو قانون مروجہ اسلحہ یعنی ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۷۸ء سے انکو برداشت کرنی پڑتی ہین اور نیز بلحاظ اُن غیر واجب الزامون کے جو قانون مذکور سے اس ملک کے باشندون پر عائد ہوتا ہے گورنمنٹ سے تحریک کیجاے کہ وہ احکام باب چہارم اور بحالت ضرورت دیگر اجزاء قانون مذکور کو بھی اسطرح سے ترمیم کرے کہ کل اشخاص ہتھیارون کے رکھنے اور باندھنے کے مجاز ہوجاوین الا اُس صورت مین کہ ازروے احکام مجاریہ گورنمنٹ ہند یا کسی حکومت مختص المقام کے جسکو گورنمنٹ ہند کی جانب سے اس باب مین اختیار دیا گیا ہو حسب وجوہ تحریری کے جو باضابطہ مشتہر کیے جاوین خاص شخص یا اشخاص متعلقہ کسی فرقہ یا گروہ کے ہتھیارون کے رکھنے اور باندھنے سے محروم قرار دیے جاوین —

راو بہادر سبھاپتی مڈلیر ساکن مدراس نے اس رزولیوشن کی تحریک اور بابو بپن چندر پال ساکن بنگال نے اسکی تائید کی اور وہ باتفاق راے حاضرین جلسہ کے منظور ہوا —

رزولیوشن نہم — یہ راے قرار پائی کہ جو کمیٹی مطابق رزولیوشن اول کے مقرر ہوئی ہے اسکے قواعد مرتبہ آیندہ کانگرس کے جلسہ مین غور کیا جاے مگر اس اثنا مین انکی نقلین جابجا کانگرس کی موجودہ کمیٹیون کے پاس اس استدعا کے ساتھ بھیجی جاوین کہ وہ سال آیندہ مین جہانتک انکے نزدیک ممکن و مناسب متصور ہو مطابق ان قواعد کے عمل کرین اور آیندہ کانگرس کے جلسہ مین انکی نسبت اشارات مزید کے ساتھ جو مناسب تصور کرین راے ظاہر کیجاے —

مسٹر اے سیوم ساکن مدراس نے اس رزولیوشن کی تحریک اور ڈاکٹر ترلوکی ناتھ مترا ساکن بنگالہ نے اسکی تائید کی اور باتفاق راے حاضرین جلسہ کے وہ منظور ہوا —

رزولیوشن دہم — یہ راے قرار پائی کہ چوتھا جلسہ قومی کانگرس ہند کا بمقام الہ آباد چھبیسوین دسمبر ۱۸۸۸ء کو منعقد ہووے مسٹر اے سیوم ساکن مدراس نے اس رزولیوشن کی تحریک اور راجہ رامپال سنگھ ساکن ممالک مغربی نے اسکی تائید کی اور وہ باتفاق راے حاضرین جلسہ کے منظور ہوا —

رزولیوشن یازدہم — یہ راے قرار پائی کہ ان رزولیوشنون کی نقل بحضور نواب مستطاب وایسراے ہند اجلاس کونسل مع اس التماس کے ساتھ مرسل ہو کہ حضرت معظم الیہ ان سب رزولیوشنون کو حضور ملکہ معظمہ کے سکرٹری آف اسٹیٹ ہند کی خدمت مین پیش کراوین اور خود حضرت معظم الیہ بھی بمشورہ اپنے مشیرون کے ان تجویزون پر بنظر عاطفت کے کامل طور پر توجہ مبذول فرماوین —

راے جوت اندر ناتھ چودھری ساکن بنگالہ نے اس رزولیوشن کی تحریک اور بابو جوت اندر ناتھ ٹھاکور ساکن

اتفاق راے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولیوشن چہارم۔ یہ راے قرار پائی کہ بلحاظ وفاداری حضور ملکہ معظمہ کے رعایاے ہندوستان کے یہ کانگریس اس امر کو خواہش کے قابل سمجھتی ہی کہ حضور ملکہ معظمہ کے اشتہار کی تعمیل کیجاے یعنی عملی طور پر ہندوستانیون کے لیے فوجی ملازمت کے اعلیٰ عہدے ملنے کا سلسلہ جاری ہونا چاہیے اور گورنمنٹ ہند کو لازم ہی کہ فوجی مدرسے اس ملک مین قائم کرے تاکہ آئین باشندگان ہند جو قانون کی تشریح مین داخل ہین صیغہ جنگی مین ہندوستانی فوج کی افسری کے لیے تعلیم اور تربیت پائین۔

بابو سریندر ناتھ ساکن بنگالہ نے اس رزولیوشن کی تحریک اور بابو سالگرام سنگھ ساکن بہار نے اسکی تائید کی اور مسٹر ارڈلی نارٹن ساکن مدراس نے اسکے استحکام مین تقریر کی اور وہ اتفاق راے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولیوشن پنجم۔ کہ بلحاظ یکسو ہونے حالت معاملات یورپ (ترکستان) اور اس مدد عظیم کے جو اس ملک کے باشندے بشرطیکہ وہ مناسب طور پر تیار کیے جاوین انگلستان کو کسی سخت پیچیدگی کے واقع ہونے پر دے سکتے ہین یہ کانگریس گورنمنٹ سے پھر اس امر کے لیے نہایت سرگرمی سے ملتجی ہی کہ وہ ہندوستانیون کو والنٹیر ہونے کے لیے آن قواعد و قیود کے ساتھ اجازت دے جو اسکے نزدیک مناسب متصور ہون تاکہ باشندگان سرکار کو خطرہ کے وقت اچھے طور سے مدد دینے کی قابلیت پیدا کر لین۔

مسٹر شنکر نایر ساکن مدراس نے اس رزولیوشن کی تحریک اور خان بہادر شیخ احمد حسین ساکن اودھ نے اسکی تائید کی اور راجہ رام پال سنگھ ممالک مغربی و شمالی نے اسکے استحکام مین تقریر کی اور وہ اتفاق راے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولیوشن ششم۔ یہ راے قرار پائی کہ چونکہ تشخیص انکم ٹکس کی خصوصاً ایک ہزار روپیہ سے کم آمدنی پر نہایت ناپسندیدہ ثابت ہوئی ہی اسلیے کانگریس کے نزدیک یہ امر ضروری ہی کہ وہ تعداد آمدنی کی جس پر انکم ٹکس قائم ہو سکتا ہی کم سے کم ایک ہزار روپیہ قرار دیجاے اور جو نقصان مداخل سرکار کو اس سے عائد ہو یا اور جو دقتین پیش آئین آنکے لیے خرچ موجودہ مین تخفیف کیجاے اور اگر تخفیف ناممکن ہو تو باریک قسم کے کپڑے پر درآمد کا محصول پھر قائم کیا جاے۔

بابو گور پرشاد ساکن بہار نے اس رزولیوشن کی تحریک اور بابو جوگندر گھوش ساکن بنگالہ نے اسکی تائید کی اور وہ اتفاق راے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولیوشن ہفتم۔ یہ راے قرار پائی کہ بنظر افلاس رعایا یہ کانگریس یہ امر خواہش کے قابل ہی کہ گورنمنٹ سے تحریک کیجاے کہ وہ اس ملک کے لیے تعلیم صنعت کا ایسا سلسلہ وسعت کے ساتھ قائم کرے جو یہان کے باشندون کے مناسب حال ہو اور جو چیزین یہان کے کارخانون مین تیار ہوتی ہین آنکی ترویج کے لیے گورنمنٹ آن احکام موجودہ کی زیادہ تر پابندی ملحوظ رکھے جو سرکاری کامون مین دیسی اشیا کے استعمال کیے جانے کے باب مین جاری و نافذ ہین اور یہان کے باشندگان کے ہنر اور کاریگری سے نسبت حال کے

زیادہ وسعت سے کام لیا جاوے۔

مسٹر راس رام سوامی مڈلیر بی آل ای ساکن مدراس نے اس رزولیوشن کی تحریک اور مسٹر جان اڈم ساکن مدراس نے اسکی تائید کی اور شیخ قادر بخش ساکن اودھ نے اسکے احکام مین تقریر کی اور بہ اتفاق کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولیوشن ہشتم۔ یہ رائے قرار پائی کہ بلحاظ وفاداری رعایا ہند اور ان سختیون کے جو قانون مروجہ اسلحہ یعنی ایکٹ ۹ ۔ ۱۸۷۸ء سے انکو برداشت کرنی پڑتی ہین اور نیز بلحاظ اس غیر واجب الزام کے جو قانون مذکور سے اس ملک کے باشندون پر عائد ہوتا ہے گورنمنٹ سے تحریک کیجاوے کہ وہ احکام باب چہارم اور بحالت ضرورت کے دیگر اجزا قانون مذکور کو بھی اسطور سے ترمیم کرے کہ کل اشخاص ہتھیارون کے رکھنے اور باندھنے کے مجاز ہوجائین الا اس صورت مین کہ از روے احکام مجاریہ گورنمنٹ ہند یا کسی حکومت مختص المقام کے جسکو گورنمنٹ ہند کی جانب سے اس باب مین اختیار دیا گیا ہو حسب وجوہ تحریری کے جو باضابطہ مشتہر کیجاوین خاص شخص یا اشخاص متعلقہ کسی فرقہ یا گروہ کے ہتھیارون کے رکھنے اور باندھنے سے ممنوع قرار دیے جاوین۔

راو بہادر سبھاپتی مڈلیر ساکن مدراس نے اس رزولیوشن کی تحریک اور بابو بپن چندر پال ساکن بنگالہ نے اسکی تائید کی اور وہ باتفاق راے حاضرین جلسہ کے منظور ہوا۔

رزولیوشن نہم۔ یہ راے قرار پائی کہ جو کمیٹی مطابق رزولیوشن اول کے مقرر ہوئی ہے اسکے قواعد مرتبہ پر آیندہ کانگرس کے جلسہ مین غور کیا جاوے مگر اس اثنا مین انکی نقلین جملہ کانگرس کی موجودہ کمیٹیون کے پاس اس استدعا کے ساتھ بھیجی جاوین کہ وہ سال آیندہ مین جہانتک انکے نزدیک ممکن و مناسب متصور ہو مطابق ان قواعد کے عمل کرین اور آیندہ کانگرس کے جلسہ مین انکی نسبت اشارات مزید کے ساتھ جو مناسب تصور کرین راے ظاہر کیجاوے۔

مسٹر راے سیوم ساکن مدراس نے اس رزولیوشن کی تحریک اور ڈاکٹر ترلوکی ناتھ مترساکن بنگالہ نے اسکی تائید کی اور باتفاق راے حاضرین جلسہ کے وہ منظور ہوا۔

رزولیوشن دہم۔ یہ راے قرار پائی کہ چوتھا جلسہ قومی کانگرس ہند کا بمقام الہ آباد پریسیڈنسی ممالک مغربی شمالی ۱۸۸۸ء کو منعقد ہووے

مسٹر راے سیوم ساکن مدراس نے اس رزولیوشن کی تحریک اور راجہ رامپال سنگہ ساکن ممالک مغربی شمالی نے اسکی تائید کی اور وہ باتفاق راے حاضرین جلسہ کے منظور ہوا۔

رزولیوشن یازدہم۔ یہ راے قرار پائی کہ ان رزولیوشنون کی نقلین حضور نواب مستطاب وایسراے ہند اجلاس کونسل میں بہ اس التماس کے ساتھ مرسل ہون کہ محتشم الیہ ان سب رزولیوشنون کو حضور ملکہ معظمہ کے سکرٹری آف اسٹیٹ برای ہند کی خدمت مین پیش کراوین اور خود محتشم الیہ بھی بمشورہ اپنے مشیرون کے ان تجویزون پر بنظر عاطفت کے کامل طور پر توجہ مبذول فرماوین۔

راے جوت اندر ناتھ چودھری ساکن بنگالہ نے اس رزولیوشن کی تحریک اور بابو جوت اندر ناتھ ملو ساکن

اتفاق راے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولیوشن چہارم۔ یہ راے قرار پائی کہ بلحاظ وفاداری حضور ملکہ معظمہ کے رعایا ہندوستان کے یہ کانگرس اس امر کو واجبی طور سے قابل سمجھتی ہے کہ حضور ملکہ معظمہ کے اشتہار کی تعمیل کیجاے یعنی عملی طور پر ہندوستانیون کے لیے فوجی ملازمت کے اعلی عہدے ملنے کا سلسلہ جاری ہونا چاہیئے اور گورنمنٹ ہند کو لازم ہے کہ فوجی مدرسے اس ملک مین قایم کرے تاکہ آیندہ باشندگان ہند جو قانون کی تشریح مین داخل ہین بحیثیت جنگی ہین ہندوستانی فوج کا افسری کے لیے تعلیم اور تربیت پائین۔

بابو سریندرناتھ صاحب بنگالہ نے اس رزولیوشن کی تحریک کی اور بابو سالگرام سنگھ صاحب بہار نے اسکی تائید کی اور مسٹر اے نارٹن صاحب مدراس نے اسکے استحکام مین تقریر کی اور وہ اتفاق راے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولیوشن پنجم۔ کہ بلحاظ موجودہ حالات معاملات یورپ (ترکستان) اور اس مدد عظیم کے جو اس ملک کے باشندے بشرطیکہ وہ مناسب طور پر تیار کیے جاوین انگلستان کو کسی سخت پیچیدگی کے واقع ہونے پر دے سکتے ہین یہ کانگرس گورنمنٹ سے پھر اس امر کے لیے نہایت سرگرمی سے ملتجی ہے کہ وہ ہندوستانیون کو والنٹیر ہونے کے لیے ان قواعد و قیود کے ساتھ اجازت دے جو اسکے نزدیک مناسب متصور ہون تاکہ باشندگان سرکار کو خطرہ کے وقت اچھے طور سے مدد دینے کی قابلیت پیدا کر لین۔

مسٹر شنکرنایر صاحب مدراس نے اس رزولیوشن کی تحریک کی اور خان بہادر شیخ احمد حسین صاحب اودھ نے اسکی تائید کی اور راجہ رامپال سنگھ ممالک مغربی و شمالی نے اسکے استحکام مین تقریر کی اور وہ اتفاق راے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولیوشن ششم۔ یہ راے قرار پائی کہ چونکہ تشخیص انکم ٹکس کی خصوصاً ایک ہزار روپیہ سے کم آمدنی پر نہایت ناپسندیدہ ثابت ہوئی ہے اسلیے کانگرس کے نزدیک یہ امر ضروری ہے کہ وہ تعداد آمدنی کی جس پر انکم ٹکس قایم ہوسکتا ہے کم سے کم ایک ہزار روپیہ قرار دیجاے اور جو نقصان مداخل سرکار کو اس سے عاید ہو یا وہ بال دقتین پیش آوین انکے لیے خرچ موجودہ مین تخفیف کیجاے اور اگر تخفیف ناممکن ہو تو باریک قسم کے کپڑے پر درآمد کا محصول پھر قایم کیا جاے۔

بابو گورپرشاد صاحب بہار نے اس رزولیوشن کی تحریک کی اور بابو جوگیندر گھوش صاحب بنگالہ نے اسکی تائید کی اور وہ اتفاق راے کل حاضرین جلسہ سے منظور ہوا۔

رزولیوشن ہفتم۔ یہ راے قرار پائی کہ بلحاظ افلاس رعایا کے یہ امر خواہش کے قابل ہے کہ گورنمنٹ سے تحریک کیجاے کہ وہ اس ملک کے لیے تعلیم صنعت کا ایسا سلسلہ وسعت کے ساتھ قایم کرے جو یہان کے باشندون کے مناسب حال ہو اور جو چیزین یہان کے کارخانون مین تیار ہوتی ہین آنکی ترویج کے لیے گورنمنٹ ان احکام جدیدہ کی زیادہ تر پابندی ملحوظ رکھے جو سرکاری کامون مین دیسی اشیا کے استعمال کیے جانے کے باب مین جاری و نافذ ہین اور یہان کے باشندگان کے ہنر اور کاردانی سے نسبت حال کے

جسطرح حضرت عیسیٰؑ کے بعد نصاریٰ بگڑ گئے اور انکی راہ پر نہ رہے۔ اور جسطرح یہودی حضرت موسیٰؑ کا نام لیتے ہین مگر انکی راہ پر نہین اور سب پیغمبرون پر ایمان نہین لاتے اسی طرح ہندؤون کا بھی حال ہے کہ جن بزرگون کا یہ نام لیتے ہین وہ لوگ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے تھے اللہ کو پہچانتے تھے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتین دیتے تھے کیا عجب کہ وہ پیغمبر ہون یا ولی ہون۔ تاوان لوگون کا نام حق کرکے تماشا برا کہنے لگتے ہین اور یہ گمان کرتے ہین کہ جیسے یہ ہندو بے ایمان ہین کہ اللہ کا شریک اورون کو جانتے ہین اور پیغمبرون کو نہین مانتے ہین ویسے وہ بھی ہونگے یہ گمان ان مسلمانون کا بالکل غلط ہے۔

اور بعد تھوڑے سے اصحاب کے لکھا ہے مولانا شاہ غلام علی صاحب جو حضرت علیؓ کے اولاد مین تھے اور ولی کے رتبہ والے تھے اور قرآن و حدیث کے بڑے جاننے والے تھے انہون نے اپنے پیر و مرشد مرزا جان جانان صاحب شہید کا حال ایک رسالہ مین لکھا تھا اور انکے خط اسمین جمع کیے ہین۔ مرزا صاحب کے چودھوین خط مین یہ بیان لکھا ہے کہ ہندؤون کی پرانی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے ایک کتاب بھیجی تھی جسکا نام بید تھا اسمین چار دفتر تھے اللہ نے کچھ باتون کا حکم کیا تھا کچھ باتون سے منع فرمایا تھا کچھ خبرین اگلے زمانہ کی تھین۔ کچھ آئندہ زمانہ کی خبرین پہلے سے اللہ نے دی تھین۔ ایک فرشتہ جسکا نام برہما تھا اسکے وسیلے سے اللہ نے یہ کتاب بھیجی تھی۔ اور جتنے فرقے ہندؤون کے ہین سب اس بات پہ ایک رائے ہین کہ اللہ ایک ہے اور سارا جہان اسی نے بنایا ہے۔ اور قیامت اور حساب کتاب کے سب قائل ہین۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شریعت انہین کی تھی اب وہ موقوف ہو گئی انتہی بلفظہ۔ اور اس کتاب مین اس قسم کے مطالب بہت ہین اور پنڈت صاحب نے آیہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ پڑھکر بیان کیا کہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اصحابؓ سے مشورہ لیتے تھے اور اسکے موافق عمل فرماتے تھے۔ اور اسکے ذیل مین اصحاب کے مشورے سے بدر کے قیدیون کو فدیہ لیکر چھوڑ دینے کا مختصر طور پر ذکر کیا ہم اسکی کچھ تفصیل اہل اسلام کی معتبر کتابون سے نقل کرتے ہین۔ اول مدارج النبوۃ مین جو شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تصنیف ہے اسطرح لکھا ہے۔

بدانکہ آوردہ شدند اسیران نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و مشورت کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در شان ایشان با ابوبکر صدیقؓ کہ چہ کار باید کرد ایشان را بازگشت یا فدیہ گرفت و گذاشت۔ ابوبکرؓ گفت باقی دار ایشان را و مکش شاید کہ خدای تعالی توبہ کند بر ایشان و توفیق اسلام دہد و بگیر یا رسول اللہ از ایشان فدیہ تا قوت گیرند یاران آنحضرت۔ و فرمود عمر فاروقؓ کہ تو چہ میگوئی چہ کار باید کرد عمرؓ گفت بزن یا رسول اللہ گردنہای ایشان را کہ ہمہ کفار اند و پیشوای کافرانند و خدای تعالی بے نیاز گردانیدہ است ترا از گرفتن مال و چون اصحاب رسول اللہ بأخذ فدیہ مشغول شدند جبرئیل آمد و این آیت آورد مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ ... عَزِيزٌ حَكِيمٌ سزاوار نیست و نمی شاید ہیچ پیغمبری را کہ او را اسیران باشد تا آنکہ بسیار باشد کشتن ایشان را و مبالغہ کند در قتل ایشان میخواہید شما بفدیہ گرفتن متاع حیات دنیا را۔ و خدا میخواہد آخرت را و اعلای دین خود را و خدا غالب است کہ غالب میگرداند دوستان خود را بر دشمنان و حکیم است در آنچہ مناسب و لائق است بہر حال و ہر وقت گاہی امر بقتل و اثخان میکند در وقتیکہ شوکت مر کافران را است و گاہی حکم میکند بمیان قتل و فدا و گاہی میان من و فدا و وقتیکہ غلبہ مر مومنان را باشد بعد از ان در امر اسیران

آنحضرت صلعم و ابوبکر رض هر دو گریه میکنند پس عمر رض گفت چه گریه میکنی یا رسول الله تو و یاران تو من هم گریه کنم اگر بیابم گریه خود را و گرنه
تباکی کنم و تکلف کنم در گریه آوردن یعنی باختیار فداء و اسباب آن پس فرمود آنحضرت صلی الله علیه وسلم گریه میکنم برای آنکه
خود فدا اختیار کردند و بتحقیق عرض کرده شد بر من عذاب ایشان نزدیکتر ازین درخت - اشارت کرد بدرختیکه نزدیک
بانجا بود و روایت کرده شده است که فرمود آنحضرت صلعم اگر فرستاده شدے عذاب نجات یافتے مگر عمر رض و سعد بن معاذ
که او نیز درین رائے موافق عمر بود - درینجا نازل شده است این آیت لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ
فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ و اگر نبودے حکمے از خدا سابق ست یعنی ثابت ست در لوح محفوظ
هر آئینه میرسید شما را در اخذ فدیه عذابے بزرگ -

اس عبارت سے آنحضرت اور صحاب کا فدیہ لینے کے بعد رونا اور اس فدیہ لینے کے سبب عذاب کا اس درخت سے
جو حضرت کے مقام سے نزدیک تھا زیادہ تر قریب ہونا بخوبی ظاہر ہے پنڈت صاحب نے تو یہ بیان بھی نہیں کیا جو
محدثین اہل اسلام اپنی کتابوں میں نقل فرماتے ہیں - ثانیاً تحفہ اثنا عشریہ میں جو شاہ عبد العزیز دہلوی کی
تصنیف ہے مرقوم ہے کہ اما نقلے پس برائے آن که اگر اقوال آنحضرت تمام وحی منزل من الله می شد در قرآن مجید
چرا بر بعضے اقوال آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم عتاب میفرمودند حالانکه درجا با عتابہا نازل شده عَفَا اللَّهُ
عَنكَ لِمَ أَذِنتَ لَهُمْ و قوله تعالی وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا
رَّحِيمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ الآیه در اذن دادن بگرفتن فدیه از بندیان بدر نیز شد
چرا واقع می شد که لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ پس معلوم شد که رد
حکم پیغمبر را درین ماجرا نسبت بعمر رض کردن کمال غلط فهمی و نادانی با کمال عداوت و بغض و عناد ست این قسم عرض
مصالح و مشاورات همیشه معمول پیغمبر با صحابه بود و اصحاب با پیغمبر بود علی الخصوص عمر را درین باب خصوصیتی و جرأتے بالاتر بود
که در نفع نماز بر منافق و پرده نشین کردن ازواج مطهرات و قتل بندیان غزوه بدر و مصلی گرفتن مقام ابراهیم و امثال ذلک وحی الهی
موافق عرض او آمده بود و مشوره‌ها و در اکثر مقامات مقبول پیغمبر بلکه خدائے پیغمبر می شد - اس عبارت میں آنحضرت پر اکثر مقامات
میں سخت عذاب الہی نازل ہونا چند آیات قرآنی سے ثابت کیا گیا ہے -

پنڈت صاحب نے تو اسکا عشر عشیر بھی نہیں کہا - اہل اسلام کو چاہیے کہ انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں - اور پنڈت صاحب کی
تقریر کو اپنی مذہبی کتابوں سے مطابق کریں اور اپنی جہالت و بے علمی مذہبی کتابوں سے غیر مذہب کے لوگوں پر ظاہر نہ کریں
اور بیجا حمیت سے آپکو اس مضمون کا مصداق نہ ٹھہرائیں سه صد شکر کہ رقیبان دمن کشان گذشتی * گو نشت خاک ہم بباد بنشیند
اور پنڈت صاحب نے جو مسلمانوں کی ہندوؤں سے مذہبی بحث و تکرار نہ کرنے پر آیہ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝ سے استدلال کیا
اسکی کیفیت یہ ہے کہ اکثر اہل اسلام اس آیہ کو منسوخ کہتے ہیں اور بعض علمائے اسلام کا یہ مذہب ہے کہ کوئی آیت منسوخ نہیں جس وقت اور
جس حالت میں وہ آیت اتری تھی جب وہ وقت اور حالت پیش آئے اسی آیت پر عمل ہوگا چنانچہ مولوی محمد اسمعیل صاحب برادرزادہ
شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کا بھی یہی مذہب ہے اسکے علاوہ اس زمانہ میں مسلمانوں کا خصوصاً ہندوستانیوں کا اس آیت پر عمل مشاہدہ ہے اس
صورت میں اگر پنڈت صاحب نے اس آیت سے جسپر فی زمانہ مسلمان عمل کر رہے ہیں استدلال کیا تو اس سے کیا توہین مذہب لازم ہے - صاحبو پہلے آپ
مذہب کی کتابیں دیکھو بھالو پھر کوئی بات سمجھکر منہ سے نکالو سه من آنچہ شرط بلاغست با تو میگویم * تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال -